Regd. No. P/GDP-3
Phone No. 35
وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ
ہفت روزہ
بدر
سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دائمی مرکز قادیان کا تبلیغی، تعلیمی اور تربیتی ترجمان
تقدیرِ مُبرم
ارشاد حضرت مُصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ
"میرے آخری سانس تک خُدا تعالیٰ کے فضل سے ہماری جماعت کے لئے غلبہ اور ترقی اور کامیابی مقدر ہے۔ اور کوئی اس الٰہی تقدیر کو بدلنے میں کامیاب نہیں ہوسکتا۔ اِس بات پر خواہ کوئی ناراض ہو۔ شور مچائے، گالیاں دے یا بُرا بھلا کہے۔ اُس سے خُدائی فیصلہ میں فرق نہیں پڑ سکتا۔ یہ تقدیرِ مُبرم ہے جس کا خُدا آسمان پر فیصلہ کرچکا ہے۔"
(خطاب بر موقعہ جلسہ سالانہ ۱۹۴۵ء)
ادارۂ تحریر
ایڈیٹر:- خورشید احمد انور
نائب:- قریشی محمد فضل اللہ

ہفت روزہ بدر قادیان

۲۲ جمادی الثانی ۱۴۰۸ھ
مطابق:
۱۱ تبلیغ ۱۳۶۷ ہش
۱۱ فروری ۱۹۸۸ء

جلد: ۳۷ شمارہ: ۶

شرح چندہ

سالانہ ـــــ ۴۵ روپے
ششماہی ـــــ ۲۳ روپے
ممالک غیر بذریعہ بحری ڈاک ـــــ ۱۶۰ روپے
فی پرچہ ـــــ ایک روپیہ
خاص نمبر ـــــ دو روپے

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

زندۂ جاوید نام اور کارنامے

یوں تو اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کو اُس کی استعداد کے مطابق مختلف صلاحیتوں سے نوازا ہے۔ مگر ابتدائے آفرینش سے لے کر آج تک دنیا میں پیدا ہونے والے ارب ہا ارب انسانوں کے ہجوم میں معدود سے چند فیض رساں وجود ہی ایسے دکھائی دیتے ہیں جنہوں نے اپنی خداداد روحانی، اخلاقی، ذہنی اور جسمانی صلاحیتیں بنی نوع انسان کی فلاح و بہبود کے لئے وقف کر کے غیر معمولی نوعیت کی حامل نمایاں خدمات سرانجام دیں اور خالق کائنات کی لافانی محبت اور دائمی خوشنودی کے مورد بن کر ہمیشہ کے لئے زندہ جاوید ہو گئے۔ تاریخ کے صفحات میں جلیل القدر اور مہتم بالشان کارہائے نمایاں کے انمٹ نقوش ثبت کرنے والے ایسے ہی خوش نصیب اور نابغۂ روزگار وجودوں کی نسبت اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں فرماتا ہے:-

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝ وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ۝ (رحمٰن: ۲۷-۲۸) یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات والا صفات کے سوا مادّی اعتبار سے دنیا کی ہر چیز فانی ہے۔ البتہ روحانی اعتبار سے ایسے نافع الناس وجودوں کو بھی ابدی زندگی عطا ہوتی ہے جن پر عزت اور جلال والے خدا کی خاص توجہ اور عنایت ہو۔ سو ایسے ہی مقدس اور برگزیدہ وجودوں میں سے ایک پیارا وجود مسیح پاکؑ کی شبانہ روز دعاؤں کا شیریں ثمر آپ کا وہ صاحب شکوہ اور عظمت و دولت موعود لخت جگر بھی تھا جو خدائے واحد و یگانہ کی قدرت، رحمت اور قربت کے مہتم بالشان آسمانی نشان کے طور پر ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو دنیا میں جلوہ گر ہوا اور اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے سائے میں جلد جلد پروان چڑھ کر ۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء کو خلافت احمدیہ کے رفیع الشان آسمانی منصب پر فائز کیا گیا۔ جسکی مقدس پیدائش بھی بلا شک و شبہ اللہ تعالیٰ کی معجزانہ قدرت نمائی کی زندہ و تابندہ دلیل تھی اور جس کی ۷۶ سالہ پاکیزہ زندگی بھی دین حق کی تائید میں عدیم المثال کارناموں سے عبارت ہونے کی وجہ سے بے شمار آسمانی نشانات کی حامل تھی۔

- جماعت احمدیہ میں خلافت کے بابرکت آسمانی نظام کو مستحکم بنیادوں پر استوار کرنے کے لئے انتخاب خلافت کے لئے مستقل طریق کار کی تعیین۔
- کمال فراست اور اولوالعزمی کے ساتھ جماعت میں رونما ہونے والے اندرونی اور بیرونی فتنوں کا استیصال۔
- جماعتی شیرازہ بندی کیلئے مرکزی اور مقامی انجمنوں کا قیام۔ ● جماعت کے ہر طبقہ کی بہترین رنگ میں تربیت کر کے اسے مستقبل کی اہم ترین ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کے قابل بنانے کے لئے علیحدہ علیحدہ ذیلی تنظیموں کی تشکیل ● ارشاد ربانی وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ کی تعمیل میں سالانہ مجلس شوریٰ کا انعقاد۔ ● باہمی تنازعات کے تصفیہ کے لئے مرکز سلسلہ میں دارالقضاء کا قیام اور جماعتوں میں اس کے ماتحت قاضیوں کا تقرر
- کلام اللہ کے مرتبہ کے اظہار کے لئے قرآن حکیم کی انتہائی لطیف، جامع اور پر معارف تفسیر۔ ● انسانی معاشرہ کے ہر اہم پہلو پر حاوی بے شمار بصیرت افروز خطبات اور معرکہ آراء تصانیف۔ ● اکناف عالم میں مستقل بنیادوں پر تبلیغ و اشاعت دین کا وسیع نظام قائم کرنے کے لئے "تحریک جدید" کا بابرکت اجراء
- ۱۹۴۷ء کے پر آشوب ابتلاء میں مقامات مقدسہ قادیان کی حفاظت اور ربوہ جیسے عالمگیر شہرت کے حامل دوسرے فعال دینی مرکز کی تعمیر۔
- بیرونی ممالک میں سینکڑوں مساجد، دیار التبلیغ اور طبی و تعلیمی مراکز کا قیام۔ ● دنیا کی متعدد اہم زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم کی بکثرت اشاعت ـــ اور
- اندرون ملک دیہی علاقوں میں پیغام حق پہنچانے اور دیہاتی جماعتوں کی تعلیم و تربیت کے لئے "وقف جدید" کی بابرکت تحریک۔

سیدنا حضرت محمود المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کی یہ اور اسی نوع کی بے شمار دوسری جلیل القدر خدمات اسلام و احمدیت کی روز افزوں ترقی میں سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہیں جنہیں مستقبل کا کوئی بھی مورخ فراموش نہیں کر سکتا جیسا کہ خود حضور رضی اللہ عنہ نے ۲۸ دسمبر ۱۹۶۱ء کو جلسہ سالانہ ربوہ کے موقعہ پر خطاب کرتے ہوئے فرمایا:-

"میں خدا کے فضلوں پر بھروسہ رکھتے ہوئے کہتا ہوں کہ میرا نام ہمیشہ دنیا میں قائم رہے گا اور گو میں مر جاؤں گا مگر میرا نام کبھی نہیں مٹے گا۔ یہ خدا کا فیصلہ ہے جو آسمان پر ہو چکا ہے وہ میرے نام اور کام کو دنیا میں قائم رکھے گا۔" (روحانی خطاب صفحہ ۱۵)

زمانہ شاہد ہے کہ قدرت، رحمت اور قربت کے مجسم نشان سیدنا حضرت محمود المصلح الموعودؓ کی جاری فرمودہ یہ تمام تحریکات خدا کے دین، اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و شوکت کے قیام کا بہترین ذریعہ ہیں جن کے نتیجہ میں لکھوکھا سعید روحوں کو حلقہ بگوش اسلام ہونے کی سعادت ملی اور ان گنت قوموں نے انوار و برکات سماوی سے وافر حصہ پایا

گو آج حضور رضی اللہ عنہ جسمانی طور پر ہم میں موجود نہیں مگر روحانی اعتبار سے عزت اور جلال والے خدا کی نظر عنایت نے آپ کو بھی حیات جاودانی عطا فرمائی ہے اور جماعت احمدیہ کو روز افزوں ترقیات سے ہمکنار کرنے والی حضورؓ کی جاری فرمودہ بابرکت تحریکات آج بھی آپ کے سینۂ صافی میں موجزن اس دلی تڑپ اور خواہش کو آشکار کر رہی ہیں کہ:-

"ایک تپش ہے جو مجھے آٹھوں پہر بے قرار رکھتی ہے میں مسلمانوں کو ان کی ذلت سے اٹھا کر عزت کے مقام پر پہنچانا چاہتا ہوں۔ میں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچانا چاہتا ہوں۔ میں پھر قرآن کی حکومت دنیا میں قائم کرنا چاہتا ہوں۔ میں نہیں جانتا کہ یہ بات میری زندگی میں ہو گی یا میرے بعد۔ لیکن میں یہ جانتا ہوں کہ میں اسلام کی بلند ترین عمارت میں اپنے ہاتھ سے ایک اینٹ لگانا چاہتا ہوں۔ یا اتنی اینٹیں لگانا چاہتا ہوں جتنی اینٹیں لگانے کی خدا مجھے توفیق دیدے۔" (تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۴۷ء)

۲۰ فروری کا مقدس تاریخی دن جہاں ہمیں ہر سال ایک مہتم بالشان آسمانی نشان کے کمال آب و تاب کے ساتھ پورا ہونے کی یاد دلاتا ہے وہاں ہم سے اس بات کا تقاضا بھی کرتا ہے کہ ہم امام عالی مقام سیدنا حضرت محمود المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کی جاری فرمودہ تمام بابرکت تحریکات اور ان کے پس پشت کارفرما حضورؓ کی شدید دلی تڑپ کو اپنے دلوں میں جگہ دیں اور خوشی کے ان بیش قیمت لمحوں میں ان ذمہ داریوں کو بھی پیش نظر رکھیں جو اس عظیم الشان نشان صداقت کے ظہور کے نتیجہ میں ہر فرد جماعت پر عائد ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ (خورشید احمد انور)
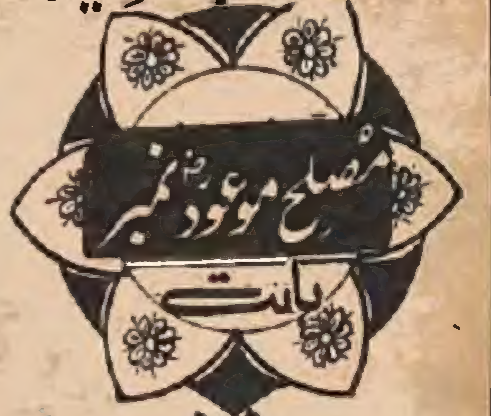
اخبار احمدیہ

قادیان ۶ تبلیغ (فروری) ـــ سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بارہ میں مختلف ذرائع سے ملنے والی اطلاعات مظہر ہیں کہ حضور پر نور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخیر و عافیت ہیں الحمد للہ۔ احباب کرام التزام کے ساتھ دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے محبوب آقا کا ہر گام پر حامی و ناصر ہو اور حضور پر نور کے دورۂ مغربی افریقہ کو ہر جہت سے کامیاب اور بابرکت کرے آمین۔

● محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی مع محترمہ سیدہ بیگم صاحبہ آج رات نو بجے ربوہ سے واپس قادیان تشریف لے آئے ہیں اور عنقریب شمالی ہند کی بعض جماعتوں کے دورہ پر روانہ ہونے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سفر و حضر میں آپ کا حامی و مددگار ہو۔ آمین۔

● مقامی طور پر جملہ درویشان کرام و احباب جماعت بفضلہ تعالیٰ خیر و عافیت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے۔ پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر: نگران بورڈ بدر قادیان

پیشگوئی مصلح موعودؓ کی پرشوکت الہامی عبارت

اوائل ۱۸۸۶ء میں بمقام ہوشیارپور چالیس روزہ گوشہ نشینی اور عاجزانہ و متضرعانہ دعاؤں کے نتیجہ میں مقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کو جن پرشوکت الہامی الفاظ میں ایک اولوالعزم اور جلیل القدر فرزند عطا ہونے کی بشارت دی گئی وہ تاریخ احمدیت میں "پیشگوئی پسر موعود" کے نام سے موسوم ہیں۔ ذیل میں اس اہم بالشان آسمانی بشارت کا مکمل متن ہدیۂ قارئین کیا جاتا ہے۔ (ادارہ)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام "مصلح موعود" کے بارہ میں عظیم الشان پیشگوئی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"خدائے رحیم و کریم نے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے (جَلَّ شَانُہٗ وَعَزَّ اسْمُہٗ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کرکے فرمایا کہ میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں۔ اُسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سُنا اور تیری دُعاؤں کو بپایۂ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیارپور اور لدھیانہ کا ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے۔ اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تا دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو۔ اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے۔ اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔ اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں۔ اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اُس کے پاک رسول محمد مصطفیٰؐ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک کھلی نشانی ملے۔ اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔ سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائیگا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذرّیت و نسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اُس کو مقدس رُوح دی گئی ہے۔ اور وہ رجس سے پاک ہے۔ وہ نور اللہ ہے مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اُس کے ساتھ فضل ہے جو اُس کے آنے کے ساتھ آئیگا۔ وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دُنیا میں آئیگا اور اپنے مسیحی نفس اور رُوح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے۔ کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اُسے اپنے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دِل کا حلیم اور علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائیگا۔ وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ (اس کے معنے سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَاءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اُس میں اپنی رُوح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اُس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا۔"

(از اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء صفحہ ۲)

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ نے جمعہ کے دن میں غیر معمولی برکتیں رکھی ہیں

جب تک ہم نظام جمعہ کا پورا احترام نہیں کریں گے اس وقت تک ہماری تربیتی کوششیں کامیاب نہیں ہو سکتیں

اگر جماعت نے اپنے بچوں کی حفاظت کرنی ہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ ان پر جمعہ کی اہمیت واضح کرے!

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ یکم صلح (جنوری) ۱۳۶۷ ہش / ۱۹۸۸ء بمقام مسجد فضل لندن

محترم عبد الحمید صاحب غازی ۱۶۱ گریسن ہال روڈ لندن کا مرتب کردہ یہ بصیرت افروز خطبہ جمعہ ادارہ بدر شکریہ کے ساتھ اپنی ذمہ داری پر ہدیہ قارئین کر رہا ہے — (ایڈیٹر)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور پر نور نے سورۃ الجمعہ کی درج ذیل آیات تلاوت فرمائیں :-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِن يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِن فَضْلِ اللَّهِ وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا ۚ قُلْ مَا عِندَ اللَّهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ ۚ وَاللَّهُ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ۝

(آیت : ۱۰ تا ۱۲)

اور پھر فرمایا :-

آج نئے سال کا پہلا دن ہے اور یہ پہلا دن جمعۃ المبارک سے شروع ہو رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جمعے میں غیر معمولی برکتیں رکھی ہیں۔

اور اس دن کے لئے ہمیں سال بھر کا انتظار نہیں کروایا جاتا بلکہ ہر ہفتے یوم الجمعہ نئی برکتیں لے کر آتا ہے اور مومن کو اپنے کھوئے ہوئے مقامات کو دوبارہ حاصل کرنے میں مدد دیتا ہے اور نئی منازل کی طرف بڑھنے کے لئے اشارہ کرتا ہے اور بعضوں کا ہاتھ پکڑ کے ان کو نئی منازل کی طرف آگے بڑھا بھی دیتا ہے۔ صرف بڑھنے میں مدد نہیں کرتا، بڑھنے کی طرف توجہ ہی نہیں دلاتا بلکہ عملاً بہت سے مومن ایسے ہیں جو جمعہ کی برکت سے کئی نئی مسافتیں طے کر لیتے ہیں۔ لیکن یہ جو جمعے کی برکتیں ہیں، یہ عموماً لوگوں کی نظر سے مخفی رہتی ہیں۔ حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مضمون کی طرف بارہا مسلمانوں کو توجہ دلائی اور اس مضمون پر روشنی ڈالی کہ جمعے میں کتنی برکتیں ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ جمعے سے لے کر عصر کے وقت تک ایسی مبارک ساعتیں ہیں کہ جن میں مومن کی ہر دعا قبول ہو جاتی ہے۔ اور اس کے جمعے کے متعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت رنگ میں جو کچھ فرمایا ہے، یہ ایک طویل مضمون ہے لیکن خلاصہ کلام یہی ہے کہ مومنوں کے لئے جمعے کا دن بہت ہی اہمیت رکھنے والا دن ہے اور غیر معمولی رحمتوں اور برکتوں کا موجب ہے۔

پس نئے سال کا آغاز جمعہ سے ہو رہا ہو تو اس میں ہمارے لئے دو خوشیاں اکٹھی ہو گئیں۔ لیکن ان خوشیوں کے ساتھ ایک غم،

ایک فکر کا احساس

بھی شامل ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جہاں تک میں نے جائزہ لیا ہے جماعت احمدیہ کے بھی تمام افراد، نہ صرف یہ کہ جمعے کی برکتوں سے پوری طرح واقف نہیں بلکہ بہت سے ایسے ہیں جو جمعے کے فرض کی ادائیگی ہی سے غافل ہیں اور ایسے لوگ دنیا میں ہر جگہ موجود ہیں۔ پاکستان میں نسبتاً کم ہوں گے بہت کم بھی کہہ لیں تب بھی ایک اتنی بڑی تعداد ضرور موجود ہے جمعہ نہ پڑھنے والوں کی، جو جماعت احمدیہ کے معیار کے لحاظ سے کسی طرح بھی قابل برداشت نہیں۔ اور غیر ممالک میں تو یہ نسبت بہت زیادہ خطرناک حد تک بڑھ جاتی ہے۔ جہاں جماعتوں کا پھیلاؤ ملک کے پھیلاؤ کی طرح بہت زیادہ وسعت اختیار کر گیا ہے۔ لیکن تعداد تھوڑی ہے وہاں کئی قسم کے مسائل پیش آتے ہیں۔ جمعہ پڑھنے کے لئے جماعت کو جو جگہ میسر آئی ہے وہ مسجد ہو یا کسی گھر کا کمرہ ہو وہ عموماً لوگوں کے گھروں سے دور ہوتی ہے۔ کیونکہ پھیلاؤ کے ساتھ اگر تعداد نہ بڑھے تو پھر لوگوں کے درمیان بہت فاصلے حائل ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ میں نے خاص طور پر امریکہ میں دیکھا ہے، بعض جگہیں جہاں جمعہ پڑھا جاتا ہے وہاں بعض لوگوں کو سَو، سَو میل کا سفر کر کے آنا پڑتا ہے۔ ایک جگہ ایسی تھی جہاں ایک ڈاکٹر صاحب صرف اس وجہ سے جمعہ پڑھ سکتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ذاتی جہاز دیا ہوا تھا۔ ورنہ ان کے لئے روزانہ صبح موٹر کے ذریعے مسجد تک پہنچنا ممکن ہی نہیں تھا۔

تو میرا مطلب یہ ہے کہ جب ملک وسیع ہو جائیں، جماعت بھی ملک کے ساتھ ہی پھیلے گی۔ جغرافیائی طور پر ملک میں ہر طرف، کہیں نہ کہیں جماعت کے افراد موجود ہوں گے۔ لیکن اگر تعداد زیادہ نہ ہو تو پھر بیچ میں خلا بہت بڑھ جاتے ہیں۔۔

اس لئے

جمعہ پڑھنے کی راہ میں ایک طبعی روک

حائل ہو جاتی ہے۔ لیکن اس روک کے علاوہ اس سے بھی زیادہ خطرناک روک یہ ہے کہ اکثر عیسائی ممالک میں، بلکہ غالباً تمام عیسائی ممالک میں جمعہ کے روز کوئی رخصت نہیں ہوتی اور اس کے مقابل پر اتوار ہی کو نہیں بلکہ ہفتے کو بھی رخصت دی جاتی ہے۔ تو مسلمانوں کو کوئی رخصت ایسی نہیں ملتی جس میں وہ سمجھیں کہ آج ہمارا مذہبی دن ہے اور اسے ہم نے خالصۃً مذہبی رنگ میں منانا ہے۔ جمعہ ایک عام دن کی طرح آتا بھی ہے اور گذر بھی جاتا ہے۔ اور ان مغربی ممالک میں بسنے والے بہت سے احمدی، یا دوسرے مسلمان اس کی اہمیت سے اتنے بھی واقف نہیں کہ بسا اوقات ان کو یہ بھی یاد نہیں ہوتا کہ آج جمعے کا دن ہے۔ چنانچہ انگلستان ہی کا واقعہ ہے یہاں ایک جمعے کے موقعے پر جس دن رخصت بھی تھی، جب جماعت کے صدر نے پتہ کیا کہ بہت سے لوگ جو مسجد میں جمعے کے لئے نہیں آئے وہ کیوں نہیں آئے تو بہت سے احمدیوں نے ان کو جواب دیا کہ اوہو! یہ جمعے کا دن تھا! ہمیں پتہ ہی نہیں لگا۔ یعنی روزمرہ کے کاموں میں جمعے کے دن کو کوئی بھی اہمیت حاصل نہیں۔ جمعہ ایک عام دن کی طرح آتا اور گذر جاتا رہا۔ اس لئے ان کو اس بات کا قطعاً خیال ہی نہیں آیا کہ آج ہمیں جمعے کی وجہ سے رخصت بھی ہے اس لئے ہمیں مسجد میں پہنچنا چاہیئے۔

چنانچہ جب میں امریکہ گیا تو اس صورتِ حال نے مجھے بہت ہی پریشان کیا کیونکہ وہاں بچوں کی، اور جماعت کی عمومی تربیت کے سلسلے میں میرے ذہن میں یہ بات آئی کہ جب تک ہم جمعے کی اہمیت کو، جماعت کو پوری طرح سمجھاتے نہیں اور

نظامِ جمعہ کا پورا احترام

نہیں کرتے۔ اس دن باقاعدہ عبادت کے لئے اکٹھے نہیں ہوتے اُس وقت تک ہماری تمام دیگر تربیتی کوششیں کامیاب نہیں ہو سکتیں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے خود، مومن کی تربیت کے لئے جمعے کا دن رکھا ہے اور ہر مذہب کیلئے خدا تعالیٰ نے کوئی نہ کوئی اجتماعی دن ایسا ضرور رکھا ہوا ہے کہ جس میں اس مذہب کے ماننے والوں کی تربیت ہوتی تھی۔ وہ اکٹھے ہوتے تھے ان کو نئی زندگی ملتی تھی، ہر ایسے داغ دھونے کا موقعہ ملتا تھا اور بہت سی دیگر برکتیں اُس دن کی وجہ سے نصیب ہوتی تھیں۔ چنانچہ یہود کے لئے ہفتے کا دن مقرر تھا اور اُس دن کو غیر معمولی اہمیت حاصل تھی۔ چنانچہ قرآن کریم نے ہفتے کے دن اُن کے عدم احترام کے نتیجے میں اُن کا ملعون ہونا بیان فرمایا ہے۔ اُن پر اس لئے لعنت پڑی، ان کے دلوں پر اس لئے مہر پڑی۔ اور دیگر وجوہات میں سے ایک یہ تھی کہ وہ ہفتے کے دن کا احترام نہیں کرتے تھے۔ عیسائیوں کے لئے یہ اتوار کا دن ہے اور جہاں تک میں نے جائزہ لیا ہے، عیسائیت کے زندہ رہنے کی ایک بڑی وجہ اتوار کا دن ہے۔ اگر اتوار کا دن نہ منایا جاتا تو عیسائیت کب کی مر چکی ہوتی۔ اتوار کے دن ساری قوم کو چھٹی ہوتی ہے۔ بچے اچھے کپڑے پہن کے تیار ہوتے ہیں۔ مائیں ان کو ساتھ لے کر گرجا گھروں میں جاتی ہیں اور یہ انسٹی ٹیوشن (INSTITUTION) عیسائیت کو زندہ رکھنے میں بہت ہی مددگار ثابت ہوئی ہے۔ چنانچہ جب دیگر عوامل کی وجہ سے عیسائیت طبعی موت مرنا شروع ہوئی۔ یعنی ظاہری طور پر عیسائی ہوتے ہوئے بھی بہت سے عیسائی عملاً عیسائی نہیں رہے

تو اس کا ایک مظاہرہ اس طرح ہوا کہ چرچ عبادت کرنے والوں سے خالی ہونے شروع ہو گئے۔ بڑے بڑے وسیع چرچ، جو کسی زمانہ میں آباد ہوا کرتے تھے وہ اتنے خالی ہوئے کہ بالآخر ان کی انتظامیہ کو ان چرچوں (گرجا گھروں) کو بیچنا بھی پڑا۔ اور یہ رجحان صدیوں میں جا کر مکمل ہوا کرتا ہے۔ مسلمانوں میں بھی

ایک زمانے میں مساجد غیر معمولی طور پر آباد ہوا کرتی تھیں

اور نتیجہ یہ نکلا کہ باوجود اس کے کہ اُس زمانے میں، جن شہروں میں وہ مسجدیں آج ملتی ہیں، مسلمان نسبتاً کم تھے، تب آبادیاں تھوڑی تھیں، لیکن مسجدیں اتنی وسیع بنائی ہیں کہ جن سے پتہ چلتا ہے کہ لوگ بڑی سنجیدگی کے ساتھ جمعے کا دن لیا کرتے تھے اور اُس دن کے تقاضے پورے کیا کرتے تھے اور اکٹھے ہوا کرتے تھے۔ ورنہ اتنی بڑی وسیع مسجدوں کا اُن شہروں میں موجود ہونا کوئی معقولیت نہیں رکھتا۔ کوئی حکمت نہیں رکھتا۔ چنانچہ لاہور کی جامع مسجد آپ دیکھیں تو حیرت ہوتی ہے۔ کتنی وسیع مسجد ہے اور وہ سال میں کبھی عید کے دن بھرتی ہے اور عام جمعوں میں اُس کا اکثر حصہ خالی رہتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اُس زمانے میں جمعے کا احترام بہت زیادہ تھا۔ اور لوگ بڑی کثرت سے جمعہ پڑھا کرتے تھے۔ شاذ ہی کوئی ہوگا جو جمعے کے دن کسی معذوری کی وجہ سے مسجد تک نہ پہنچتا ہو۔ ورنہ ہر آدمی، جس کو توفیق تھی وہ جمعہ پڑھا کرتا تھا۔ اور اب پاکستان جیسے اسلامی ملک میں بھی، جہاں اسلام پر غیر معمولی زور دیا جاتا ہے ایک بڑی تعداد جمعے کے دن بھی کلیۃً جمعے سے غافل رہتی ہے، اور یہ مسجد جانا بھی عموماً غرباء کا کام سمجھا جاتا ہے اور غرباء میں سے بھی سب کا نہیں غرباء کا صرف ایک طبقہ مسجد میں پہنچتا ہے ورنہ باقی غرباء اپنے دوسرے کاموں میں مصروف رہتے ہیں۔ چنانچہ

آپ جائزہ لے کر دیکھیں

تو آپ حیران ہوں گے کہ بعض دفعہ جمعے کے دن سینما کا ایک پروگرام ہوتا ہے جسے میٹنی (MATINEE) شو کہتے ہیں۔ وہ کم و بیش جمعے کے وقت ہی رکھا جاتا ہے اس دن آپ مسجدوں کے پاس سے گذریں تو ان کے باہر آپ کو کم مسلمان دکھائی دیں گے۔ اور میٹنی شو میں جاتے ہوئے آپ کو کہیں زیادہ کثرت کے ساتھ ہجوم دکھائی دیں گے۔ مجھے یاد ہے ایک دفعہ کراچی میں وکٹوریہ روڈ کی مسجد سے جمعہ پڑھ کر ہم واپس جا رہے تھے تو آگے سڑک بلاک (BLOCK) ہوئی ہوئی تھی۔ جب میں نے پوچھا کہ یہ ہجوم کس وجہ سے ہے تو پتہ لگا کہ اُس دن ایک فلم کا میٹنی شو تھا جس کو دیکھنے کے لئے لوگ قطار بنا کر کھڑے ہوئے تھے۔ یہ قطار کوئی فرلانگ بھر لمبی ہو گی۔ لیکن مسجدوں کے سامنے کوئی نہیں تھا۔ ایک دفعہ میں نے ویسے بھی مساجد کی CAPACITY کا جائزہ لیا۔ تو مجھے یہ جان کر بڑا تعجب ہوا کہ مسجدوں میں مہیا کردہ کل رقبہ وہ ایک شہر میں جتنے افراد جمعہ پڑھنے کے اہل ہیں۔ اُن کی ضرورت سے کہیں کم ہے۔ اگر کسی شہر میں بسنے والے سارے مسلمان جمعہ پڑھنے کے لئے مسجدوں میں داخل ہونے کی کوشش کریں تو دو تہائی یا کم از کم نصف ایسے ہوں گے جن کو مسجد میں جگہ مل ہی نہیں سکتی۔ کیونکہ پوری طرح گھٹ کر سمٹ کر بیٹھیں، تب بھی مسجدوں میں اتنی جگہ ہی نہیں ہے کہ وہ سارے شہر

کے تمام لوگوں کو سمیٹ سکیں۔ پھر بعض جگہوں میں خواتین بھی جاتی ہیں۔ احمدی خواتین میں تو خاص طور پر مساجد میں جانے کا رواج ہے۔ ان کے لئے تو جگہ ملنے کا بالکل کوئی سوال باقی نہیں رہتا۔

یہ بہت ہی قابل فکر رجحان ہے۔

جمعے کو اسلام میں اتنی اہمیت حاصل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں اس کے مثبت پہلو بیان فرمائے ہیں۔ وہاں جمعہ نہ پڑھنے کے نتیجے میں جو منفی پہلو بیان فرمائے ہیں وہ دل کو بہت ہی ڈرانے والے ہیں۔ میں آج میں ابھی چند پہلوؤں کا ذکر کروں گا۔ لیکن اس سلسلے میں، میں آپ کو پہلے قرآن کریم کی ان آیات کریمہ کا مطلب بتاتا ہوں۔ جو میں نے ابھی آپ کے سامنے تلاوت کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اے وہ لوگو۔ جو ایمان لائے ہو، جب بھی جمعے کے دن نماز کے لئے بلایا جائے، تو خدا کے ذکر کے لئے دوڑتے ہوئے چلے آیا کرو۔ اور تجارت کو چھوڑ دیا کرو۔ یہ تمہارے لئے بہت بہتر ہے کاش اگر تم جانتے، کاش کہ تمہیں خبر ہوتی کہ اس میں کتنی برکت ہے۔ ہاں جب نماز ختم ہو جائے جب نماز سے فارغ ہو جاؤ، پھر بے شک زمین میں پھیل جایا کرو۔ اور اللہ تعالیٰ سے فضل چاہو۔ اور اپنے کاموں میں مصروف ہونے کے ساتھ ساتھ ذکر الٰہی بھی کثرت سے کرتے رہو۔ تاکہ تم نجات پاؤ، کامیابی حاصل کرو۔ (۱۱ و ۱۰ : ۶۲)

یعنی مومنوں کو جمعے کے دن کام سے نہیں روکا ہوا۔ خصوصاً نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد۔ لیکن ذکر الٰہی کی طرف توجہ دلا کر فرمایا کہ جمعے کی عبادت کا دن صرف نماز کے ساتھ ہی تعلق نہیں رکھتا بلکہ یہ سارا دن ہی عبادت کا دن ہے۔ اس لئے جب تم کاموں میں مصروف ہوا کرو تو اس وقت بھی کثرت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو یاد کیا کرو.....

آگے فرمایا (۱۲ : ۶۲)

عربی گرامر کے لحاظ سے اس آیت کے دو ترجمے

ممکن ہیں۔ جب ماضی کا صیغہ ہو اور اس سے پہلے اِذَا لگایا جائے تو وہ ماضی کو مستقبل میں بدل دیتا ہے۔ یعنی عربی زبان کے محاورہ کے لحاظ سے، مضارع میں تبدیل کر دیتا ہے۔ اور مضارع میں حال کے معنے بھی پائے جاتے ہیں۔ اور استقبال کے معنی بھی پائے جاتے ہیں۔ پس اس آیت کا ترجمہ بھی ہو سکتا ہے کہ:- یہ لوگ جب کوئی تجارت دیکھتے ہیں یا کھیل تماشہ دیکھتے ہیں اس کی طرف مائل ہو جاتے ہیں، اس کی طرف دوڑ پڑتے ہیں۔" اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! تجھے خدا کی عبادت میں مصروف اکیلا چھوڑ دیتے ہیں۔ تو کہہ دے جو خدا کے پاس ہے وہ لہو یعنی کھیلوں، مشاغل اور دلچسپیوں سے بہتر ہے اور تجارت سے بھی بہتر ہے۔ اور اللہ بہت بہتر رزق دینے والا ہے"۔

اس آیت کے پہلے حصے کا دوسرا ترجمہ مستقبل کے لحاظ سے یہ ہوگا کہ "یہ لوگ جب کوئی تجارت دیکھیں گے یا کوئی دلچسپی کا مشغلہ دیکھیں گے تجھے اکیلا کھڑا ہوا چھوڑ دیں گے۔ اور اس کی طرف مائل ہو جائیں گے تو کہہ۔۔۔ کہ جو اللہ کے پاس ہے وہ لہو سے بھی اور تجارت سے بھی بہت بہتر ہے"۔

اس آیت کا عموماً ترجمہ پہلا کیا جاتا ہے یعنی جمعے کے دن یہ لوگ جب کوئی کھیل تماشہ یا تجارت دیکھتے ہیں تو تجھے اکیلا چھوڑ کر اس کی طرف مائل ہو جاتے ہیں"۔ میں نے سالہا سال پہلے لاہور میں جمعے کے وقت اس مضمون کی طرف توجہ دلائی تھی، کہ میرا دل اس بات کو تسلیم نہیں کرتا نہ تاریخ اسلام اس بات پہ کوئی گواہی دیتی ہے کہ نعوذ باللہ من ذلک۔ عادتاً مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اور آپ کے تربیت یافتہ مسلمان آپ کو چھوڑ کر کھیل تماشے کی طرف دوڑ جاتے ہوں اور جمعے کے دن آپ کو اکیلا چھوڑ جاتے ہوں۔ احادیث میں جو روایات ملتی ہیں ان سے تو صاف پتہ چلتا ہے کہ حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک اشارے پر، آپؐ کی ایک دعوت پہ لوگ ہر دوسرے کام کو چھوڑ کر جوق در جوق آپؐ کی طرف دوڑے آیا کرتے تھے یہاں تک کہ نہایت ہی خطرناک وقتوں میں بھی انہوں نے اپنی اطاعت کی اس روح کو زندہ رکھا اور اپنے جسموں کے مرنے کی کوئی پرواہ نہیں کی۔ چنانچہ

جنگ حنین کے وقت ہم یہ نظارہ دیکھتے ہیں۔

کہ ایک موقعہ پر جب لشکر اسلام کے پاؤں اکھڑ گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارد گرد سوائے گنتی کے چند صحابہؓ کے اور کوئی میدان میں کھڑا نہ رہ سکا اس وقت مختلف صحابہؓ نے آوازیں دے کر مسلمانوں کو بلانا شروع کیا لیکن ایسا زور کا ریلا تھا ایسا نازک وقت تھا کہ اکھڑے ہوئے پاؤں جمتے نہیں تھے اور دوڑتے ہوئے سپاہی واپس نہیں آ سکتے تھے۔ اس وقت حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھ ٹھہرے ہوئے غلاموں کو یہ تاکید فرمائی کہ ان کو یہ کہو کہ خدا کا رسول تمہیں اپنی طرف بلاتا ہے اور یہ اعلان کرتے چلے جاؤ کہ خدا کا رسول تمہیں اپنی طرف بلاتا ہے۔ صحابہؓ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے کانوں میں جب یہ آواز پڑی تو پھر کوئی اور ہوش نہیں رہا سوائے اس کے کہ ہم نے ہر قیمت پر واپس جانا ہے۔ چنانچہ بعض صحابہؓ روایت کرتے ہیں کہ ہماری وہ سواریاں جو اتنی منہ زور ہو چکی تھیں، ایسی بھگدڑ مچی ہوئی تھی کہ سواریوں کو بھی کوئی ہوش نہیں رہی تھی۔ ہم نے اپنی تلواریں نکال کر ان کی گردنیں کاٹ دیں، اور پیدل حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دوڑ پڑے جس جماعت کی قربانی اور اطاعت کا یہ نظارہ اور یہ معیار ہو اس کے متعلق یہ تصور کر لینا کہ جمعے کے دن کھیل تماشے یا تجارت کی خاطر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اکیلا چھوڑ کر اس طرف دوڑ جاتے ہوں یہ بات میرے دل میں جمتی نہیں۔ میری سمجھ میں آنے والی نہیں یہ بات قرآن کریم کی ایک اور آیت بھی اس ترجمے کی تصدیق فرماتی ہے جیساکہ فرمایا۔

وَقَالَ الرَّسُوْلُ یٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا ھٰذَا الْقُرْاٰنَ مَھْجُوْرًا ۝

کہ رسول نے اپنے رب سے عرض کیا کہ اے میرے رب، میری قوم نے اس قرآن کریم کو مہجور کی طرح چھوڑ دیا ہے۔ پس جو قرآن کو چھوڑے گا وہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی چھوڑے گا۔ اور قرآن کریم سے پتہ چلتا ہے کہ واضح طور پر وہ مستقبل کی خبر تھی۔ قرآن کریم کو چھوڑنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑنا، ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ پس

اس آیت کا بھی مستقبل سے تعلق ہے

اس میں ایک نہایت ہی خطرناک فتنے کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے۔ کہ ایسے دن آنے والے ہیں جبکہ مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ دیں گے اور تجارتوں کی طرف ایسے مائل ہوں گے کہ جمعے کے دن بھی ان کو جمعے کی آواز پر لبیک کہنے کی توفیق نہیں ملے گی۔

یہاں کلام کا ایک بڑا ہی لطیف رنگ ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ جب خدا کا رسول انہیں جمعے کی طرف بلاتا ہے۔ کیونکہ خدا کا رسول تو جب بھی اور جس طرف بھی بلاتا تھا، مسلمان دوڑے چلے آتے تھے"۔ نودی" استعمال کیا گیا کہ "جب بھی بلایا جاتا ہے" یعنی موذن کوئی بھی ہو۔ اس سے بحث نہیں ہے۔ جب بھی تمہیں بلایا جا" ئے، تمہارے کانوں میں یہ آواز پڑنی چاہیئے کہ جمعے کا دن آ گیا ہے اور جمعے کے دن نماز کے لئے تمہیں اکٹھے ہونا چاہیئے۔ قطع نظر اس کے کہ بلانے والا کون ہے انہیں خدا کے ذکر کے لئے اکٹھے ہو جانا چاہیئے۔ چنانچہ یہ ندا سارے زمانوں پر حاوی ہو جاتی ہے۔ قطع نظر اس کے کہ کون بلا رہا ہے کون جمعہ پڑھا رہا ہے۔ آج کس کی امامت میں نماز ادا ہوگی۔ چونکہ جمعہ کا دن خدا کی یاد کا دن ہے۔ خدا کی خاطر اکٹھے ہونا ہے اس لئے آواز دینے والے کا کوئی ذکر نہیں فرمایا۔ جب بھی آواز دی جائے تمہیں لبیک کہنا چاہیئے اس پہلو سے بھی میں نے جماعت کو توجہ دلائی۔ مجھے یاد ہے لاہور میں میں نے انہیں کہا کہ آپ یہ نہ دیکھا کریں کہ جمعے کے دن کون آ رہا ہے۔ اس دن اتفاق سے میں چونکہ خدام الاحمدیہ کے صدر کی حیثیت سے یا کسی اور حیثیت میں گیا تھا۔ مجھے یاد نہیں۔ لیکن اس دن جمعے میں عام حاضری کی نسبت زیادہ حاضری تھی۔ اور مجھے یہ بتایا گیا تھا کہ آج اتنی حاضری ہے۔ تو اس کے نتیجے میں میں نے جو تجزیہ کیا وہ یہ تھا کہ یا تو ایسے علاقے کے دوست تشریف

سے آئے ہوں گے جو دوسری مساجد میں جمعہ پڑھا کرتے تھے۔ اور وہ اس لئے یہاں جمعہ پڑھنے آئے ہوں کہ انہیں خاص نصیحت کی خاطر اکٹھا کیا گیا ہے۔ اس پر تو کوئی اعتراض نہیں ہے اور یہ بالکل جائز فعل ہے۔ لیکن مجھے یہ بھی خطرہ محسوس ہوا کہ

بہت سے ایسے احمدی نوجوان ہیں

جو عام طور پر اس مسجد میں جمعہ پڑھتے ہیں، یا جن کو اس مسجد میں جمعہ پڑھنا چاہئے۔ عام جمعوں پر نہیں آتے مگر جب کوئی صدر مجلس خدام الاحمدیہ، کوئی اور عہدیدار یا کوئی ناظر جماعت آ جائے یا حضرت خلیفۃ المسیح جب اس زمانے میں تشریف لاتے تھے، ان کے آنے پر جمعہ کے لئے حاضر ہو جائیں۔ یہ قرآن کریم کی اس آیت کی روح کے بالکل منافی ہے۔ کیونکہ یہاں یہ نہیں فرمایا گیا کہ جب فلاں آدمی آواز دے تو تم اکٹھا ہو جایا کرو۔ بلکہ یہ فرمایا گیا ہے کہ جمعے کا دن اہمیت رکھتا ہے۔ جمعے کے دن کسی طرف سے بھی تمہارے کانوں میں آواز پڑے کہ نماز کا وقت آ گیا ہے، تمہیں نماز کے لئے اکٹھے ہو جانا چاہیئے۔ جمعے کی اذان کا توحید سے بڑا گہرا تعلق ہے۔ اذان دینے والے کو نظر انداز فرما دیا گیا ہے۔ اور توحید کامل کی طرف محض خدا کے نام پر اکٹھا ہونے کی ہدایت فرمائی گئی ہے۔ اس لئے یہ کہنا کہ مثلاً اس لندن مسجد میں کسی وقت خلیفۃ المسیح موجود ہوتے ہیں، کسی وقت نہیں ہوتے اور اس کے مطابق جمعے کی حاضری میں فرق پڑتا ہے۔ یہ کہنا بھی بالکل ناقابل قبول ہے۔ اور یہ تصور بھی نہایت خطرناک ہے کہ ایسے لوگ جو عام حالات میں یہاں جمعہ پڑھنے آ سکتے ہوں۔ جب تک خلیفۃ المسیح یہاں جمعہ پڑھاتا ہے وہ آتے رہیں۔ جب وہ چلا جائے تو اس مسجد کی رونق میں فرق پڑ جائے۔ کیونکہ کوئی اور جمعہ پڑھانے آ گیا ہے۔ سوائے اس کے کہ، جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے کہ بعض لوگ اس لئے جمعے کے دن یہاں آتے ہوں یعنی باہر کے علاقوں سے کہ ویسے وہ دوسری مسجدوں میں بھی جایا کرتے تھے لیکن ان کا خیال ہے کہ ہم براہ راست خلیفۂ وقت کی بات سنیں، یہاں چلے آئیں۔ ایسے لوگوں پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ ان کا یہ فعل جائز ہے۔ لیکن وہ جو خلیفۂ وقت کی موجودگی میں جمعے پر آ جاتے ہیں مگر ویسے جمعہ پڑھتے ہی نہیں، ان کی حالت بڑی خطرناک ہے۔ اس مضمون کو پیش نظر رکھتے ہوئے میں نے امریکہ میں یہ تحریک بڑے زور کے ساتھ کی کہ جمعے کے احترام کو قائم کرنا، جمعے کی عبادت کے نظام از سر نو مستحکم کرنا اور ہر احمدی کو جمعہ پڑھنے کا عادی بنا دینا، یہ اس دور کی

اس سال کی خصوصی مہم

بن جانی چاہیئے۔ وہاں کے حالات کے مطابق میں سمجھتا ہوں کہ اگر وہ ایسا نہیں کریں گے تو ان کی اولادوں کی حفاظت کی کوئی ذمہ داری نہیں دی جا سکتی۔ یہاں کے متعلق بھی اور یورپ کے متعلق بھی میں جانتا ہوں کہ اگر آپ لوگ ایسا نہیں کریں گے تو آپ کی اولادوں کے ایمان اور ان کے اعمال صالحہ کی کوئی ضمانت نہیں ہو سکتی۔ امر واقعہ یہ ہے کہ میں سوچ رہا تھا کہ مجھ سے اس بارے میں کوتاہی ہوئی اور دیر ہو گئی ہے۔ مجھے بہت پہلے اس مضمون کی طرف توجہ دلانی چاہیئے تھی۔ لیکن بعض دفعہ تربیت کے مسائل پر غور کرتے کرتے ایک خیال بڑی قوت کے ساتھ دل میں ابھر آتا ہے اور بعض دفعہ اس کی طرف خیال بھی نہیں جاتا۔ اس لئے بہرحال غلطی تو ہے لیکن اب جب کہ میرے دل میں یہ خیال قائم ہوا ہے اور آج جبکہ نیا سال جمعے سے ہی شروع ہو رہا ہے اس لئے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اس کے اوپر پورے زور کے ساتھ نصیحت کروں اور جماعت کو اس کی اہمیت کی طرف توجہ دلاؤں۔ اگر جماعت نے اپنے بچوں کی حفاظت کرنی ہے ان کو دین دار بنانا ہے اور ان کو مسلمان رکھنا ہے تو جمعے کی اہمیت ان پر واضح کئے بغیر ان کو جمعے کا عادی بنائے بغیر وہ ایسا نہیں کر سکیں گے۔ کیا دردناک منظر ہوتا ہے کہ عیسائی بچے تو ایک دن تیار ہو رہے ہوتے ہیں چرچوں میں عبادت کے لئے جانے کے لئے اور مسلمان بچوں کو پتہ ہی کچھ نہیں۔ ان کی مائیں ان کو سکول کے لئے تیار کر رہی ہوتی ہیں اور ان کو پتہ ہی نہیں کہ ہمارے ہاں عبادت کا بھی کوئی خاص دن ہے۔ ایسی نسل جب بڑی ہو گی تو اس کے متعلق یہ توقع رکھنا کہ وہ اسلام پر کاربند ہو گی یا ان کے اندر دین کی اہمیت باقی رہے گی۔ یہ ایک دیوانے کی خواب ہے اس سے زیادہ اس میں کوئی حقیقت نہیں۔ بچوں کے اوپر جمعے کا بہت گہرا اثر پڑتا ہے۔ اور جمعے کا نظام ایسا ہے کہ اس میں بچے کا پہلا حصہ بہت اہم کردار ادا کرتا ہے۔ چنانچہ وہ لوگ جو مسلمان ملکوں میں پل کر جوان ہوتے ہیں ان کو ہمیشہ یہ بات یاد رہتی ہے کہ جمعے کے دن ان کو خاص طور پر نہلایا دھلایا جاتا تھا۔ دھلے ہوئے صاف کپڑے پہنائے جاتے تھے اور بعض گھروں میں تو باقاعدہ نہلانے والی نینیاں (NANNAS) آیا کرتی تھیں جو خاص طریق پر پانی گرم کرتیں اور بچوں کو غسل دیتیں۔ یہ جو جمعے سے پہلے کی تیاری ہے وہ دل پر ایک گہرا اثر چھوڑتی تھی اور ایسے نقش جما دیتی تھی جو پھر کبھی مٹ نہیں سکتے۔ پھر بڑے اہتمام سے جمعے پر جانا اور بیٹھ کر نصائح سننی، جمعے کے آداب سے واقف ہونا، ایسے مسائل جو روزمرہ کی زندگی میں انسان کے سامنے نہیں آتے، جمعے کے دن انسان تک پہنچ سکتے ہیں اور بچے غور سے ان کو سنتے ہیں۔ چنانچہ جب میں نے اپنی حالت پر غور کیا تو مجھے بھی یہ محسوس ہوا کہ بچپن میں سب سے زیادہ تعلیم و تربیت میں مدد اگر کوئی چیز تھی تو وہ جمعۃ المبارک تھا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے خطبات آپ کے قریب ہو کر سننے کا موقعہ ملتا تھا اور ان میں دنیا کے تمام مسائل کا مختلف رنگ میں ذکر آتا چلا جاتا تھا۔ دین کا بھی، دنیا کا بھی، ان کے باہمی تعلقات کا بھی اور سیاست جہاں مذہب سے ملتی ہے۔ جہاں مذہب سے الگ ہوتی ہے ان مسائل کا بھی ذکر۔ چنانچہ قادیان میں یہی جمعہ تھا جس کے نتیجے میں ہر کسی و ناکس ہر بڑے چھوٹے ہر تعلیم یافتہ ہر غیر تعلیم یافتہ کی ایک ایسی تربیت ہو رہی تھی جو بنیادی طور پر سب میں قدر مشترک تھی۔ یعنی پڑھا لکھا یا ان پڑھ امیر یا غریب اس لحاظ سے کوئی فرق نہیں رکھتا تھا کہ بنیادی طور پر احمدیت کی تعلیم اور احمدیت کی تربیت کے علاوہ دنیا کا شعور بھی اس کو حاصل ہو جایا کرتا تھا۔ چنانچہ بہت سے احمدی طلباء جب اپنے مختلف مقابلے کے امتحانات میں اپنی تعداد کی نسبت زیادہ کامیابی حاصل کرتے۔ مجھے تو بہت سے افسر ہمیشہ تعجب سے اس بات کا اظہار کیا کرتے تھے کہ احمدی طلباء میں وہ کیا بات ہے کہ ان کا دماغ زیادہ روشن نظر آتا ہے ان کو عام دنیا کا زیادہ علم ہے۔ ان کے اندر مختلف علوم کے درمیان ربط قائم کرنے کی زیادہ صلاحیت موجود ہے۔ اس مسئلے کو ایک دفعہ

مولوی ظفر علی خان صاحب

نے بھی چھیڑا۔ ایک موقعے پر انہوں نے کہا کہ تم مرزا محمود کا کیا مقابلہ کرتے ہو۔ مرزا محمود نے جس طرح اپنے احمدیوں کی تربیت کی ہے، جس طرح وہ انہیں تعلیم دیتا ہے ان کا یہ حال ہے کہ اگر کوئی سیاستدان یہ سمجھتا ہو کہ مجھے بڑی سیاست آتی ہے اس نے اگر سیاست بھی سیکھنی ہو تو قادیان سے بٹالہ تک کسی قادیان والے یکے میں بیٹھ کر سفر کرے تب اس کو سمجھ آئے گی کہ سیاست ہوتی کیا ہے؟ قادیان کا یکے بان بھی سیاستدانوں کو سیاست کے گر سمجھا سکتا ہے۔ یہ اس نے حضرت مصلح موعودؓ کو خراج تحسین پیش کیا حالانکہ شدید دشمن تھا۔ اور واقعہ یہ ہے کہ دراصل یہ خراج تحسین جمعے کے انسٹی ٹیوشن (INSTITUTION) کو تھا۔ جمعے کے ذریعے یہ ساری تربیت ہوتی تھی۔ جمعے پر لوگ شوق سے بڑی دور دور سے اکٹھے ہو کر آیا کرتے تھے۔ مسجد بھر جاتی تھی، زائد لوگ گلیوں میں بیٹھ جایا کرتے تھے۔ ہمارے گھر میں صبح سے شام تک خواتین کا اجتماع رہتا تھا۔ صحن بلکہ اس سے پرلا صحن بھی بھر جایا کرتا تھا عورتوں اور بچوں سے وہ سارا دن ہمارے گھروں میں دوسرے غیر لوگوں کے ہجوم کا دن ہوا کرتا تھا۔ اس سے بچپن میں تکلیف بھی پہنچتی تھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے بعد میں یہ فہم دیا کہ یہ تو ایک بہت بڑی نعمت تھی اس سے زیادہ مبارک اور کیا تکلیف ہو سکتی ہے کہ خدا کے ذکر کی خاطر لوگ گھر میں آیا کرتے تھے اور اس کی وجہ سے جماعت کی تمام تربیت ایسی ہوتی ہے اور احمدی طلباء کی ایسی تربیت ہوئی کہ دنیا کے ہر میدان میں ترقی کے زیادہ اہل ہو گئے۔ اور دشمن یہ حسد کرنے لگا کہ احمدیوں میں کوئی چالاکی یا ہوشیاری ہے کہ یہ اپنی نسبت سے زیادہ نوکریاں یہ کیسے حاصل کر جاتے ہیں، دنیا کے مفادات حاصل کر جاتے ہیں حالانکہ انہیں یہ نہیں پتا تھا کہ یہ سب جمعے کی برکتیں ہیں اور ایسے جمعے کی برکتیں جہاں خدا تعالیٰ کی طرف سے جاری کردہ امامت کا نظام جاری ہو چکا ہے، جہاں خلافت کا منصب قائم ہے ایسے جمعے میں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ غیر معمولی برکتیں پڑتی ہیں۔

تو بہرحال حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور قرآن کریم کی مندرجہ بالا آیات کی روشنی میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے اوپر کسی زمانے میں یہ ابتلا آنا تھا کہ جمعے کے نظام سے غافل ہو جائیں اور یہ غفلت بہت بڑی آفت ہے کوئی معمولی حالت نہیں۔ آج کل جماعت احمدیہ کو قائم فرمایا گیا ہے تاکہ وہ مسلمانوں کی کھوئی ہوئی عظمتیں دوبارہ حاصل کر کے دیں۔ ان کو اس پہلے مقام تک پہنچائیں جس سے وہ گر چکے ہیں اور جمعے کے معاملے میں، میں ابھی نہیں سمجھتا کہ ہم اس کے اہل ہیں۔

(باقی مسلسل صفحہ پر)

کیونکہ ہم نے خود بھی ابھی وہ مقام حاصل نہیں کیا۔ یعنی حاصل کیا تھا لیکن اس کا کچھ حصّہ کھو بیٹھے ہیں۔ اور مغربی ممالک میں تو انتہائی دردناک حالت ہے۔ آپ کے اکثر بچے جمعہ پڑھنے نہیں آتے۔ اکثر عورتیں جمعہ پڑھنے نہیں آتیں۔ عورتوں پر تو فرض بھی نہیں ہے اور آپ کہہ سکتے ہیں کہ بچوں پر بھی جمعہ فرض نہیں ہے۔ مگر دینی تربیت کی خاطر، اُن کو زندہ رکھنے کے لئے جمعہ ایک نہایت ضروری چیز ہے جس سے اگر آپ اُنہیں بچپن میں محروم کر دیں گے تو جب اُن پر جمعہ فرض ہوگا تو وہ اُس وقت بھی اُس سے محروم رہیں گے۔ چنانچہ آپ کے یہاں انگلستان اور دیگر یورپی ممالک میں جو بڑی نسلیں جمعے کی عادی نہیں رہیں اُن کے

ماں باپ کا قصور

ہے کہ انہوں نے اُن کو جمعے کا عادی نہیں بنایا۔ آپ کہہ سکتے ہیں کہ یہاں سکولوں میں جانا ہوتا ہے۔ اس لئے آپ کے سامنے دو راستے یا اختیارات ہیں، جس کو چاہیں چُن لیں۔ یا تو سکول کو اہمیت دیں، دُنیا کی تعلیم کو اہمیت دیں اور یا پھر دین کو اہمیت دیں یا اُن کی روحانی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھنے کا فیصلہ کرلیں۔ کیونکہ جمعے سے غافل بچّوں کا، جماعتی لحاظ سے کوئی مستقبل نہیں ہے۔ سوائے اس کے کہ خدا تعالیٰ خاص فضل فرما کر اکا دُکا کو واپس لے آئے۔ مگر بالعموم آپ کی نئی نسلیں، آپ کی اقدار سے دُور ہونا شروع ہو جائیں گی اور یہ تنزّل، وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ، زیادہ تیز رفتار ہوتا چلا جائے گا۔ اِس لئے جمعے کی طرف غیر معمولی توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔

نظام جماعت کو مَیں نے ایک ہدایت دی ہے۔ اُس کی تفصیلات یہاں بیان کرنے کی ضرورت نہیں وہ انشاء اللہ اس بارے میں ایک منظّم پروگرام بنائیں گے اور ساری جماعت کے لئے ایک اجتماعی کوشش بھی کریں گے۔ یعنی حکومت سے رابطے کی، اشتہارات اور اخبارات میں پراپیگنڈے کے ذریعے۔ کہ جو سہولتیں مسلمانوں کا حق ہیں، وہ اُن کو میسّر آنی چاہئیں۔ اس سلسلے میں، جیسا کہ مَیں نے امریکہ میں بھی دوستوں کو توجہ دلائی تھی، ایک بہت ہی اہم بات ہے

جماعت کی تاریخ کا ایک اہم حصّہ

ہے جسے ہمیں کبھی فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں ۱۸۹۶ء میں پہلی مرتبہ جمعے کے نام پر رخصت حاصل کرنے کی تحریک چلائی گئی اور یہ تحریک حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود چلائی ہے۔ میرے علم میں نہیں کہ تاریخ اسلام میں کبھی ایسا کوئی واقعہ ہُوا ہو کہ مسلمانوں کی طرف سے اجتماعی طور پر جمعے کی رخصت کے لئے ایک مہم چلائی گئی ہو۔ اور یہ پہلا واقعہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں ہُوا۔ اور آپؑ ہی کو خدا تعالیٰ نے یہ توفیق بخشی کہ جمعے کے تقدس کو قائم کرنے کے لئے ایک مُلک گیر تحریک چلائیں اور حکومت کو توجہ دلائیں کہ مسلمانوں کا یہ حق اُن کو دے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۸۹۶ء یکم جنوری کو دو اشتہار شائع فرمائے اور ایک اشتہار بعد میں شائع فرمایا جس میں تمام مسلمانانِ ہند کو بھی متوجہ فرمایا گیا اور حکومتِ انگلستان کو متوجہ فرمایا کہ آپ کا اخلاقی اور بحیثیتِ حاکم کے یہ فرض ہے کہ مسلمانوں کے جمعہ کے دن کے تقدس کو قائم کریں اور اس کے نتیجے میں مسلمانوں کی دُعائیں حاصل کریں اور اُن کا شکریہ حاصل کریں۔ اور آپ نے تاریخی لحاظ سے بتایا کہ کس طرح تمام مسلمان ممالک میں اس دن کا تقدس قائم تھا اور خود ہندوستان میں بھی ایک لمبے عرصے تک قائم رہا۔ لیکن

انگریزی حکومت کے آنے کے بعد

رفتہ رفتہ جمعے کی تعطیل کی بجائے، اتوار کے دن کی تعطیل شروع ہوگئی۔ آپؑ نے فرمایا، ٹھیک ہے آپ اتوار کے دن بے شک چھٹی منائیں، ہندوؤں کو بھی چھٹی دیں۔ لیکن مسلمانوں کو آپ اِس بنیادی حق سے کیسے محروم کر سکتے ہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس تحریک کے بعد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ نے ۱۹۱۱ء میں دوبارہ اس تحریک کو چلایا اور پہلی مرتبہ حکومتِ برطانیہ نے ۱۹۱۳ء میں جمعے کی رخصت کو جزوی طور پر منظور کیا اور رفتہ رفتہ پھر یہ خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ یہ رجحان بڑھنا شروع ہُوا اور بالآخر انگریزی عہدِ حکومت میں بھی مسلمانوں کے لئے جمعے کے دن جمعہ ادا کرنے کا حق تسلیم کرلیا گیا۔ گو ہر جگہ رخصت کے دن کے طور پر اس کو حکومت کی طرف سے قبول نہیں کیا گیا۔ بلکہ بعد ازاں بھی، جب پاکستان بن گیا ہے تو بہت لمبا عرصہ، بلکہ اکثر وقت، اتوار ہی کو چھٹی ہوتی تھی۔ جمعے کو نہیں ہوتی تھی۔ یہ تو ابھی چند سال پہلے کی بات ہے کہ حکومتِ پاکستان نے جمعے کی رخصت منظور کی ہے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ تحریک ۱۸۹۶ء میں شروع فرمائی۔ اور

عجیب حُسنِ اتفاق ہے

کہ وہ بھی یکم جنوری کا دن تھا اور بغیر اس کے کہ مجھے علم ہوتا کہ یہ یکم جنوری کو ایسا ہُوا تھا، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تصرّف ہی ایسا ہُوا ہے کہ آج مجھے خدا تعالیٰ توفیق عطا فرما رہا ہے کہ مَیں یکم جنوری ۱۹۸۸ء کو اس تحریک کو ازسرِنو شروع کرنے کے لئے جماعت کو نصیحت کرتا ہوں۔

یعنی آپ کو یہ تحریک دو طرح سے چلانی ہوگی۔ اوّل۔ جیسا کہ نظام جماعت آپ کے سامنے پروگرام رکھے گا۔ آپ اخباروں میں، خطوں کے ذریعے، وفود کے ذریعے حکومت کے افسروں سے مل کر طلباء کے لئے حقوق لینے کی خاطر مختلف سکولوں میں اُن کی انتظامیہ سے مل کر اور دیگر جو ذرائع بھی جماعت تجویز کرے گی، ہر ملک کے احمدی، ساری دُنیا میں ایک عالمگیر مہم چلائیں کہ جمعے کے دن مسلمانوں کو جُمعہ پڑھنے کا حق ملنا چاہیئے۔

اِس سے پہلے عام طور پر یہ رجحان پایا جاتا تھا کہ جو لوگ کوشش کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ ہم جمعہ تک دفتر میں رہیں گے اور جُمعے کے وقت چھٹی لیکر گھر آجایا کریں گے۔ یعنی نصف دِن کی چھٹی۔ لیکن

قرآنِ کریم کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے

کہ پہلے حصّے کی رخصت زیادہ اَولیٰ ہے۔ یعنی جمعہ کی نماز کے بعد بے شک کام پر چلے جاؤ۔ خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے۔ فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ (سورۃ الجمعہ : ۱۲)

کہ جب تم جمعے سے فارغ ہو جایا کرو تو پھر بے شک زمین میں پھیلو اور اپنے روزمرّہ کے کام کیا کرو۔ یہ یہودیوں کی طرح کا "سبت" کا دن نہیں ہے۔ اور چونکہ گھر کے ماحول میں جمعہ کا دن اگر خاص طور پر رخصت کے طور پر منایا جائے۔ گھر کے ماحول میں بہت گہرے طور پر اثر انداز ہوتا ہے۔ اور بچّوں کی تربیت اچھی ہوتی ہے۔ پھر آپ نے نہانا بھی ہے، پھر ذکرِ الٰہی بھی زیادہ کرنا ہے، قرآن کریم بھی زیادہ پڑھنا ہے اور بھی ایسی بہت سی باتیں ہیں جو رخصت سے تعلق رکھتی ہیں۔ اس سے بہت زیادہ برکت ملے گی۔ اس لئے اگر نصف دن بھی لینا ہو تو تحریک یہ چلانی چاہیئے کہ جمعے تک پہلا حصّہ رخصت کا ہوگا۔ ہم جمعے کے بعد زیادہ وقت بیٹھ جائیں گے یا آدھے دن کی تنخواہ کاٹ لو۔ لیکن ہم نے جمعہ ضرور پڑھنا ہے۔ یہ تحریک ہونی چاہیئے۔ اب آپ یہ تحریک حکومت کے سامنے کیسے رکھیں گے اگر آپ کا اپنا عمل نہ ہو۔ آپ جمعے سے بالکل غافل ہوں اور کوئی پرواہ نہ کر رہے ہوں تو یہ تحریک کیسے آگے جاری کریں گے۔ اِس لئے یہ بہت ہی اہم ہے کہ آپ کو پہلے اپنے جمعوں کی ادائیگی کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ جماعت کے ہر فرد پر یہ بات واضح کر دینی چاہیئے کہ جمعے کے بغیر اُس کی کوئی زندگی نہیں ہے اور بچّوں کو بھی سکول سے اُس دن کے لئے رخصت لے کر دینی چاہیئے۔

جب مَیں نے یہ باتیں مجلس شوریٰ امریکہ میں چھیڑیں

تو اُس وقت مجھے یاد ہے، دوستوں نے بتایا کہ پہلے ہم کبھی جمعہ نہیں پڑھا کرتے تھے۔ ایک دفعہ جب ہمیں جمعے کی اہمیت کے بارے میں آواز پہنچی تو ہم نے یہ تجربہ کیا، جس کمپنی میں ہم ملازم تھے، ہم نے اُن سے درخواست کی تو انہوں نے جمعہ کے لئے وقت دینے سے صاف انکار کر دیا اور کہا کہ تمہارا کوئی حق نہیں۔ ایک صاحب نے بیان کیا کہ انہوں نے کمپنی سے کہا کہ بہت اچھا، تو تم ہمیں اُس دن کی تنخواہ نہ دو۔ لیکن جمعہ مَیں نے نہیں چھوڑنا۔ چنانچہ انہوں نے اُس دن زبردستی فراغت حاصل کی اور باقاعدہ جمعہ پر جانا شروع کیا۔ اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے اُن کو اور برکتیں عطا فرمائیں۔ انہوں نے اِس کا بھی ذکر کیا۔

پھر ایک خاتون نے ذکر کیا کہ ایک جگہ یہ معاملہ باقاعدہ مسلمانوں کی طرف سے پیش ہوا اور عدالت تک پہنچا۔ اور عدالت نے ہمارے حق میں فیصلہ کیا کہ مسلمان کو جمعہ پڑھنے کا حق ہے۔ اور اس سے اُس کو زبردستی روکا نہیں جا سکتا۔ اس لئے کسی حد تک امریکہ میں کچھ کام ہوا ہے۔ یہاں بھی اگر احمدی ماں باپ اپنے بچوں کو روکنا شروع کریں اور پھر خود لے کر اساتذہ اور انتظامیہ تک پہنچیں، اخباروں میں لکھیں۔ جماعت اپنے طور پر انتظام کرے، ایم۔پی (M.Ps) سے ملے تو میرے خیال میں بہت بڑی کامیابی ہو سکتی ہے۔ لیکن اگر رخصت حاصل کرنے میں کامیابی نہ بھی ہو تو قربانی کرنی چاہیئے۔ اِس کی طرف میں جماعت کو اب بلاتا ہوں۔

کوشش کریں کہ آپ کو رخصت مل جائے اور آپ کے لئے آسانی پیدا ہو جائے لیکن اگر یہ نہیں کر سکتے تو اُس دن اپنے بچوں کو سکول بھیجنا بند کر دیں۔ اُنہیں کہیں کہ وہ نصف دن کے لئے نہیں آئیں گے کیونکہ

یہ ہمارا مقدّس دن ہے

اور اُن کو جمعہ ضرور پڑھانا ہے۔ اور اُس دن اُن کو نہلائیں دھلائیں، خاص طور پر تیار کریں۔ اس سے ان کو نہانے کی اہمیت کی طرف بھی توجہ ہوگی۔ مَیں نے یہ بھی دیکھا ہے کہ مغربی ملکوں میں بسنے والے احمدیوں کو پاکی ناپاکی کا بھی اتنا زیادہ احساس نہیں رہتا۔ اور ان کو پتہ ہی نہیں کہ بعض دنوں کے ساتھ غسل واجب ہیں، بعض امور کے ساتھ غسل کا گہرا تعلق ہے اور جمعہ ان میں سے ایک ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعے کے دن ہر مسلمان پر غسل واجب ہے اور اس بات کا اکثر احمدیوں کو بھی پتہ نہیں کہ اتنی اہم نصیحت موجود ہے۔ اُس دن بچوں کو نہلایا دھلایا جائے۔ اور اُنہیں کہیں کہ آج جمعے کی تیاری کرنی ہے۔ آج تلاوت ہوگی اور نیک باتیں ہوں گی اور آج عام دنوں کی نسبت مقابلۃً زیادہ دینی تعلیم دیں گے۔ تو میرے خیال میں بہت ہی بابرکت، پاکیزہ ماحول پیدا ہو جائے گا۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ قانونی طور پر ہمیں تحفظ ضرور حاصل ہو جائے گا۔ اگر اِس مہم کو ہم سنجیدگی سے شروع کریں اور قربانی کے لئے تیار رہیں۔ اگر بغیر قربانی کے رخصت میں حاصل کرنے کی کوشش کریں گے تو ہماری دعاؤں میں اتنا اثر نہیں ہوگا۔ دعا کریں اور خدا سے عرض کریں کہ ہم تو اب تیار ہو گئے ہیں اس لئے تو ہماری مدد فرما۔ ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ اکثر ابتلاؤں سے بچا لیا کرتا ہے۔ اور جو کچھ ابتلاء پیش بھی آئیں اُن کی بہترین جزاء، دُنیا میں بھی اور عاقبت میں بھی عطا فرمایا کرتا ہے۔

اب مَیں آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض نصیحتوں سے آگاہ کرتا ہوں تاکہ

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے مبارک الفاظ میں

آپ کو جمعے کی اہمیت کا علم ہو سکے۔ آپؐ نے فرمایا :-

"مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ تَهَاوُنًا بِهَا طَبَعَ اللّٰهُ قَلْبَهُ۔" (سنن ترمذی۔ باب ماجاء فی ترک الجمعة من غیر عذر)

آپ نے فرمایا کہ جو تین جمعے مسلسل چھوڑ دے، جمعے کی تخفیف کرتے ہوئے، اُس کی اہمیت نہ سمجھتے ہوئے اللہ اُس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔"

جب آپ قرآن کریم میں، جو آپ اللہ کی طرف سے لگی ہوئی مہر کا ذکر پڑھتے ہیں تو کیا کانپ جاتے ہیں اور کیا خوف کھاتے ہیں اس چیز سے کہ نعوذ باللہ من ذالک، کسی کے دل پر مہر لگے۔ تو آپ اندازہ لگالیں کہ عمداً جمعہ چھوڑنے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کس قدر عتاب کا اظہار ہے۔ اگرچہ قرآن کریم میں اس ضمن میں موجود نہیں مگر یوم سبت کی بے حرمتی کے نتیجے میں یہود کے دلوں پر مہر لگنے کا ذکر ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے استناداً قرآن کریم ہی سے فرمایا ہے اور اس نصیحت کی جڑ قرآن کریم میں موجود ہے۔

جو قومیں اپنے اہم مذہبی دن سے غافل ہو جائیں

اُس سے بے حرمتی کا سلوک کریں بالآخر اُن کے دلوں پر مہریں لگا دی جاتی ہیں۔

"لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ عَنْ وَدْعِهِمُ الْجُمُعَاتِ أَوْ لَيَخْتِمَنَّ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوبِهِمْ ثُمَّ لَيَكُونُنَّ مِنَ الْغَافِلِينَ" (صحیح مسلم۔ باب التغلیظ فی ترک الجمعۃ)

قومیں اس بات سے باز رہیں کہ وہ اپنے جمعوں کو چھوڑ دیں۔۔۔۔۔

اس سے بھی صاف پتہ چلتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش نظر مستقبل کے خطرات تھے اور قرآن کریم میں جو پیشگوئی ہے وہ مستقبل کی پیشگوئی ہے اِس سے آپ کو خیال آیا کہ جب مسلمان کئی قوموں میں بٹ جائیں گے تو اُس وقت یہ خطرات لاحق ہوں گے کہ وہ جمعے کی اہمیت سے غافل ہو جائیں گے۔ فرمایا "یا تو وہ اس بات سے باز رہیں کہ وہ جمعے کو ترک کر دیں یا پھر ضرور خدا تعالیٰ اُن کے دلوں پر مہر لگا دے گا اور پھر وہ غافل ہو جائیں گے۔" نیز

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ افْتَرَضَ عَلَيْكُمُ الْجُمُعَةَ فِي مَقَامِي هٰذَا فِي يَوْمِي هٰذَا فِي شَهْرِي هٰذَا مِنْ عَامِي هٰذَا إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَمَنْ تَرَكَهَا فِي حَيَاتِي أَوْ بَعْدِي وَلَهُ إِمَامٌ عَادِلٌ أَوْ جَائِرٌ اسْتِخْفَافًا بِهَا وَجُحُودًا بِهَا فَلَا جَمَعَ اللّٰهُ شَمْلَهُ وَلَا بَارَكَ لَهُ فِي أَمْرِهِ أَلَا وَلَا صَلَاةَ لَهُ وَلَا زَكَاةَ لَهُ أَلَا وَلَا حَجَّ لَهُ أَلَا وَلَا صَوْمَ لَهُ وَلَا بِرَّ لَهُ حَتّٰى يَتُوبَ فَمَنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ (ابن ماجہ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

خدا تعالیٰ نے تم پر جمعہ فرض فرما دیا ہے

میرے اس مقام میں، آج اس دن، آج اس مہینے میں، آج اس سال۔ یعنی اہمیت کی خاطر بار بار دہرایا ہے کہ واقعہ کیا ہوا ہے۔ آج کا واقعہ ہے لیکن قیامت تک کے لئے فرض ہو گیا ہے۔ پس جس نے بھی اسے چھوڑا خواہ میری زندگی میں چھوڑے یا میری وفات کے بعد چھوڑے۔ اور اُسے امام میسّر ہو خواہ وہ امام نیک اور انصاف پسند ہو خواہ وہ گنہگار اور بے راہرو ہو اس سے بحث ہی کوئی نہیں۔ جو نوویؒ میں مضمون تھا، اُسی مضمون کو ایک اور رنگ میں آپؐ نے بیان فرمایا ہے۔ کہ یہ بحث نہیں ہے کہ ہمیں امامت کرنے والا کون امام میسّر ہے۔ یہ عذر بھی قبول نہیں ہوگا کہ چونکہ گندہ امام تھا اس لئے ہم نے جمعہ نہیں پڑھا۔ فرمایا کسی قسم کا امام ہو۔ میرے وصال کے بعد ہو، تمہیں جمعہ کے لئے میسّر آسکے اور تم جمعہ نہ پڑھو خواہ جمعہ کو معمولی سمجھ کر، خواہ جمعے کی اہمیت کا کھلم کھلا انکار کرتے ہوئے، میری دعا یہ ہے کہ خدا اُس کے بکھرے ہوئے کاموں کو کبھی جمع نہ کرے۔ یہ عظیم الشان کلام ہے جو اپنی فصاحت و بلاغت کے زور پر ثابت کر رہا ہے کہ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا کلام ہے۔ جمعہ کا مطلب ہے جمع کرنا اور مسلمانوں کا، نیکوں کا جمع ہونا اِس جمعے میں بیان ہوا ہے۔ مختلف زمانوں کا جمع ہونا اِس جمعے میں بیان ہوا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں جب ساری دنیا نے جمع ہونا تھا آخری دور میں، اُس کا اسی سورۃ جمعہ میں ذکر ہے۔ تو فرمایا کہ جو جمعے سے غافل ہوتا ہے اُس کے لئے تو بہترین دعا یہی بنتی ہے کہ پھر خدا اس کے بکھرے ہوئے کاموں کو کبھی اکٹھا نہ کرے تاکہ اُس کو احساس ہو کہ اجتماع کا کوئی موقع اُس نے ہاتھ سے کھو دیا ہے۔ وہ اجتماعیت کی برکت سے محروم رہ گیا ہے۔ اب

کیا آپ پسند کریں گے

کہ نعوذ باللہ من ذالک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا آپ پر صادق آئے؟ اور پھر اس کے کسی کام میں برکت نہ رہے۔ فرمایا، خبردار! ایسا شخص جو جمعے کی اہمیت سے غافل ہے، اُس کی کوئی بھی نماز نہیں ہوتی۔ اُس کی تو زکوٰۃ بھی کوئی نہیں۔ اُس کا حج بھی کوئی نہیں اور اس کا روزہ بھی کوئی نہیں۔

جمعے کو اتنی اہمیت ہے کہ جو جمعے کے دن سے غافل ہو جائے، اُس کی نمازیں بھی گئیں، اُس کے روزے بھی گئے، اُس کا حج بھی گیا اور جو نیکیاں

ایک دفعہ حج کرلیں گے سب کچھ بخشا جائے گا'۔ اس مضمون کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث مبارک نے بالکل ردّ فرما دیا ہے۔ فرمایا' اس کے روزوں کا بھی کوئی فائدہ نہیں۔ پھر فرمایا' اس کی کوئی بھی نیکی کام نہیں آئے گی۔ اس کی نیکی کی کوئی بھی حیثیت نہیں ہے' یہاں تک کہ وہ توبہ کرے۔ خدا تو توبہ قبول کرنے والا ہے وہ اپنے بندوں کی توبہ کا منتظر ہے۔ جو بھی تم میں سے توبہ کرے گا' اللہ اسے قبول فرمائے گا۔

اس نصیحت کے بعد اور کوئی بات کہنے کی گنجائش ہی باقی نہیں رہتی اس لئے میں امید رکھتا ہوں کہ تمام دنیا میں احمدیہ جماعت کے افراد اور جماعت احمدیہ کے نظام جہاں جہاں قائم ہیں' وہ اس سال خصوصیت سے یہ کوشش کریں کہ جمعے کے احترام کو پہلے اپنے گھروں میں قائم کریں' اپنے چھوٹوں بڑوں میں قائم کریں۔

جمعے کے نظام کو از سرِ نو زندہ اور مستحکم کرنے کے لئے

قربانیاں دینے کے لئے تیار ہوں۔ اور قربانیوں کی جہاں ضرورت ہو وہاں قربانیاں دیں اور دنیا کے نظام کو بدلیں۔ تاکہ دنیا پر اسلام کا نظام غالب آئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے اس زمانے کا امام بنایا تھا اور آپؑ کی امامت کی علامتوں میں سے ایک یہ علامت ہے کہ ایک آپؑ ہی ہیں جنہیں یہ توفیق ملی تھی کہ جمعے کے نظام کے لئے ایک عالمگیر تحریک چلائیں۔ آج آپؑ کے غلاموں ہی کو یہ توفیق ملنی چاہیئے اور یہ ساری امت مسلمہ پر جماعت احمدیہ کا احسان ہوگا کہ اگر ہر جگہ مسلمانوں کو ان کا یہ بنیادی' دینی حق میسر آجائے کہ حکومتیں یہ تسلیم کرلیں کہ ہاں' جمعے کے دن ان کو کم سے کم اتنی رخصت ضروری ہے کہ وہ جمعے کے فرائض سے سبکدوش ہو سکیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ؛

خطبہ ثانیہ :-

نماز جمعہ اور نماز عصر جو جمع ہوں گی' کے معًا بعد ہمارے سلسلے کے بہت ہی مخلص فدائی کارکن

ڈاکٹر سردار نذیر احمد صاحب

ابن سردار عبدالرحمٰن صاحبؓ (سابق سردار مہر سنگھ) کی نماز جنازہ ہوگی۔ (یہ حاضر جنازہ ہے) جو چند دن پہلے وفات پا گئے ہیں۔ ان سے صرف انگلستان ہی کی جماعت واقف نہیں بلکہ قادیان کے پروردہ پرانے سب احمدی ان کو خوب اچھی طرح جانتے ہیں۔ اور ان کو مختلف ممالک میں خدمت دین کی بڑی توفیق ملتی رہی۔ سادہ لوح' سادہ دل' بے نفس انسان جن کا ظاہر و باطن ایک تھا۔ اس سے زیادہ میرے علم میں ان کی اور کوئی تعریف نہیں آسکتی۔ سچے آدمی تھے۔ جو ظاہر تھا وہی باطن تھا۔ نیک دل' بے نفس خدمت کرنے والے' ہر قسم کے تکبر سے پاک تھے۔ بہت اچھی طرح آپ نے اپنے بزرگ باپ کی نیکیوں کو عمر بھر زندہ رکھنے کی کوشش کی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت کرے۔ ان کی اولاد کو بھی ان کے نقش قدم پر چلائے اور ان کے دوسرے بھائیوں اور ان کی اولادوں کو بھی اپنے بزرگ باپ حضرت عبدالرحمٰن رضؓ (مہر سنگھ) کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اس کے علاوہ اور بہت سے مرحومین ہیں جن کی

نماز جنازہ غائب

ڈاکٹر صاحب کے جنازہ کے ساتھ ہی ہوگی۔ ان کو بھی اپنی دعاؤں میں شامل فرمالیں۔ خواجہ عبدالوکیل صاحب صدیقی مرحوم' کراچی۔ ملک منور احمد صاحب طاہر صدر حلقہ کورنگی کے والد تھے۔ مکرم امیر احمد صاحب ابن مکرم محمد حسین صاحب ربوہ۔ ناصر احمد صاحب جو ان کے بھانجے ہیں' نے جرمنی سے درخواست کی ہے۔ صادقہ بیگم صاحبہ اہلیہ شیخ غلام رسول صاحب فیصل آباد۔ علی محمد صاحب مرحوم موصی سانگلہ ہل۔ ساجدہ حنیف' ان کی بیٹی جرمنی میں ہیں انہوں نے درخواست کی ہے۔ عبدالحکیم صاحب مرحوم' مکرم منصور احمد صاحب بشر مبلغ سلسلہ ڈنمارک کے نانا تھے۔ مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب' مبشر احمد صاحب [illegible] نائب آف ہائی کونسلو کے والد تھے اور ہمارے پیر محمد عالم صاحب دفتر پرائیویٹ

سیکرٹری کے بہنوئی تھے۔ چوہدری عزیز الدین احمد صاحب' عمر ۸۲ سال ملتان۔ چوہدری عبداللہ خان صاحب عمر ۹۰ سال' چک ۴۷ سرگودہا۔ مکرمہ زبیدہ خاتون صاحبہ موصیہ' مکرم شیخ خلیل الرحمٰن صاحب مرحوم' سیکرٹری ضیافت کراچی کی اہلیہ تھیں۔ مکرم بشارت احمد صاحب ابن محمد یحییٰ صاحب مرحوم' عرصہ ۱۵ سال سے نظارت دردیشان میں کام کرتے رہے اور گردے فیل ہو جانے کی وجہ سے کچھ عرصہ پہلے وفات ہوئی۔ سردار نذیر احمد صاحب ڈوگر' یہ بھی موصی تھے' نانو ڈوگر ضلع لاہور کے۔ مکرمہ اقبال بیگم صاحبہ' تصویر الرحمٰن صاحب ماڈل ٹاؤن کی والدہ۔ مکرم حکیم اللہ دتہ صاحب جراح' سیکرٹری اصلاح و ارشاد' خانیوال۔ مکرم چوہدری احمد حسین صاحب کینیڈا' وہاں کی جماعت کے بڑے مخلص دوست تھے۔ یہ عارضی طور پر پاکستان گئے تھے۔ غالبًا وہیں گوجرانوالہ میں' دل کا دورہ پڑنے سے وفات پا گئے۔ مکرم شیخ محمد حنیف صاحب سول انجینیئر (ریٹائرڈ)' ہماری لندن جماعت کے فعال ممبر شیخ منصور احمد صاحب کے خالہ زاد بھائی تھے۔ پچھلے جلسہ پر بھی تشریف لائے تھے۔ ان سب کی نماز جنازہ غائب' مکرم و محترم ڈاکٹر سردار نذیر احمد صاحب کی نماز جنازہ حاضر کے ساتھ اکٹھی پڑھی جائے گی۔:-

---

یومِ حضرت مصلح موعود
(رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

مصلح موعود تجھ پر رحمتیں ہوں بے شمار ٭ تیری ہر تحریک ہے بیشک حسین تر شاہکار
امتِ خیر الرسلؐ کی سرخ روئی کے لئے ٭ فکر رہتی تھی تجھے صبح و مسا لیل و نہار
وقف تھیں تیری دعائیں خیرِ امت کیلئے ٭ تاکہ حاصل ہو اسے فتح و ظفر کی نو بہار
عرش پر تیری دعاؤں کی پذیرائی ہوئی ٭ داورِ حق نے سنی خود تیری پرسوز پکار
منکشف فرمائی اس نے تجھ پہ تحریکِ جدید ٭ دینِ احمد کا ہو تا قائم جہانوں میں وقار
اس مبارک ایزدی تحریک کا لبّ لباب ٭ لو [illegible] مناسب ہے عزیزوں سے کہوں بالاختصار
زندگی سادہ ہو اور اخلاص میں آگے رہیں ٭ نوعِ انساں کی بہی خواہی ہو اپنا کاروبار
مال و جان قربان کرلیں امنِ عالم کے لئے ٭ نورِ حق لے کر چلے جائیں عبور رود بار
پھیل جائیں مشرق و مغرب میں سب چھوڑ کر ٭ جس طرف جائیں' بہائیں نورِ فطرت کے بحار
اپنا تن' من' دھن خدا کی راہ میں کرلیں فدا ٭ جیسے کرتے تھے فدا حضرتؐ کے اصحابِ کبار
جب سنا مخلص جماعت نے یہ فرمانِ حضورؓ ٭ جان و دل سے ہوگئی امرِ الٰہی پر نثار
آپؓ کے فرمان پر داعی الی اللہ شوق سے ٭ ہر جہت قربانیاں دینے بڑھے پروانہ وار
پھر کہیں' ہر ملک میں اخبار گرویدہ ہوئے ٭ جب ہوا معلوم ان کو کیا ہے اسلامی شعار
آپؓ کے اطفال تائیدِ الٰہی کے طفیل ٭ نورِ حق پھیلا رہے ہیں ہر جہت با صد وقار
دوسری قدرت کے اس چوتھے مبارک دور میں ٭ ہو رہا ہے مغربی اقوام پر حق آشکار
بارآور ہوں امام وقت کی سب کوششیں ٭ گلشنِ احمدؐ پہ آئے زود تر فصلِ بہار
تا ابد جاری رہے گا یہ خدائی سلسلہ ٭ مرضیٔ مولیٰ یہی ہے' منشئ پروردگار
مصلح موعود تیری روح پر ہوں رحمتیں! ٭ عرش والوں کو ہمیشہ تیری عزت ہے پیار

مظہر الحق والعلیٰ تو ہی تو ہے فخر الرسلؐ
تیرے آنے سے ہوئی ہے قدرتِ حق آشکار
تیری تربت پر ہو دائم رحمتِ حق کی پھوار

(خاکسار: عبدالرحیم راٹھور)

مسیحِ نفس مصلح موعودؓ

از محترم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل دہلوی۔ وکیل الاعلیٰ تحریک جدید قادیان

چودہویں صدی ہجری اور بیسویں صدی عیسوی مسلمانوں کے لئے نازک ترین صدی تھی جبکہ مسلمان، اسلام کی تعلیم کو چھوڑ چکے تھے۔ ان کی دینی حالت دن بدن خراب سے خراب تر ہوتی جا رہی تھی۔ اور سیاسی برتری اور تفوق ان سے رخصت ہو چکا تھا ــــ اُس وقت اسلام کا درد رکھنے والے وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے وعدوں اور سیدنا حضرت امام مہدی علیہ السلام کی آمد کے لئے آسمان کی راہ دیکھ رہے تھے اور بارگاہِ الٰہی میں دُعائیں مانگ رہے تھے کہ وہ امام ہمام جلد سے جلد آئیں اور اسلام کی کشتی کو بھنور سے نکالیں اور مسلمانوں کو راہِ راست پر گامزن فرما دیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان بزرگوں کی دُعاؤں کو قبول کرتے ہوئے ہندوستان کے صوبہ پنجاب کی مقدس سرزمین قادیان میں اس موعود امام مہدی علیہ السلام کو بھیج دیا ــــ ابھی اس وجود نے اپنے امام مہدی اور مسیح موعود ہونے کا اعلان نہیں فرمایا تھا البتہ اسلام پر ہونیوالے حملوں کا دفاع شروع کر دیا تھا اور اسلام کی خوبیوں کو اُجاگر کرتے ہوئے براہین احمدیہ جیسی اہم کتاب شائع کر دی تھی، کہ دُوربین نگاہوں نے بھانپ لیا کہ قادیان میں پیدا ہونے والا یہ مقدس انسان ہی اسلام کی کشتی کا ناخدا بن کر اس کو بھنور سے نکالے گا اور مسیحا بن کر مسلمانوں کی بیماریوں کو دُور کرے گا۔ چنانچہ لدھیانہ (پنجاب) کے ایک بزرگ حضرت صوفی احمد جان صاحب نے اس مقدس وجود کو مخاطب کرتے ہوئے کہا ؎

ہم مریضوں کی ہے تمہیں پر نظر
تم مسیحا بنو خدا کے لئے

یعنی مراد سیدنا حضرت احمد قادیانی علیہ السلام سے ہے جنہوں نے ۱۳۰۸ھ میں اپنے مسیح موعود اور امام مہدی ہونے کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا

"مجھے خدا تعالیٰ کی پاک اور مطہر وحی سے اطلاع دی گئی ہے کہ میں اُس کی طرف سے مسیح موعود اور مہدی معہود اور اندرونی و بیرونی اختلافات کا حَکَم ہوں۔"

(اربعین ۱۔ صفحہ ۲)

نیز فرمایا ؎

اِسْمَعُوا صَوْتَ السَّمَاءِ جَاءَ الْمَسِیحُ جَاءَ الْمَسِیحُ
نیز بشنو از زمیں آمد امام کامگار ۔

اس مقدس وجود نے ایک طرف بطلِ جلیل کی حیثیت سے اسلام پر ہونے والے حملوں کا دفاع کیا اور دوسری طرف مسلمانوں کو اسلام کی تعلیم پر گامزن ہونے اور اپنے اندر نیکی تقویٰ اور للّٰہیت پیدا کرنے کی تلقین کی۔ اور ایک نیک و پاک جماعت کا قیام فرمایا۔ جس کا نام جماعت احمدیہ رکھا اور اس جماعت میں شامل ہونے والوں کو تقویٰ کی باریک راہوں پر چلنے کے اُصول سمجھائے ۔

انسان فانی ہے اور اصلاحِ خلق کا کام ایک وقت چاہتا ہے اس لئے اس کام کے جاری رہنے کے لئے اللہ کی بارگاہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دُعائیں کیں۔ آپ نے ہوشیارپور کی سرزمین میں پہنچ کر ایک چلّہ کیا جس میں رات اور دن اسلام کی آئندہ ترقی کے لئے دُعائیں مانگیں اس چلّے کے دوران آپ کو بتایا گیا کہ ہم نے تیری دُعاؤں کو قبول کرتے ہوئے ایک رحمت کا نشان تجھے دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ وہ رحمت کا نشان ایک نیک و پاک فرزند کی صورت میں دیا جائے گا۔ جس کے ذریعہ دینِ اسلام کا شرف دُنیا میں ظاہر ہوگا۔ اس موعود فرزند کی منجملہ دیگر علامات کے ایک علامت بیان کرتے ہوئے اللہ نے فرمایا۔

"وہ دُنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکتوں سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔"

یہ موعود فرزند حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد کا وجود تھا۔ جن کا تولّد جنوری ۱۸۸۹ء حضرت اُم المومنین، نصرت جہاں بیگم کے بطنِ مبارک سے ہوا۔ اور جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلیفہ ثانی کی حیثیت سے مارچ ۱۹۱۴ء تا نومبر ۱۹۶۵ء یعنی ۵۲ سال تک جماعت احمدیہ کی قیادت فرمائی اور اپنے مسیحی نفس اور رُوح القدس کی برکت سے لاکھوں انسانوں کو رُوحانی بیماریوں سے پاک و صاف کیا۔

آج کے اس مضمون میں خاکسار چند اُن واقعات کا ذکر کرے گا جو میرے دورِ تبلیغ کے زمانے سے تعلق رکھتے ہیں اور میں نے خود ان احباب کو دیکھا جنہیں اس مسیحی نفس وجود نے رُوحانی طور پر زندگی عطا کی۔

خاکسار نے مئی ۱۹۳۹ء میں مبلغین کلاس کا امتحان دیا۔ اور امتحان سے فارغ ہوتے ہی سنسکرت کلاس میں داخل ہو کر جس کا اجراء یکم مئی ۱۹۳۹ء سے جامعہ احمدیہ میں ہو چکا تھا ۱۹۴۲ء میں فارغ ہوا۔ میرے سنسکرت کے اُستاد محترم مولانا ناصر الدین عبداللہ صاحب تھے جو بنارس میں کئی سال تک تعلیم حاصل کرنے اور کلکتہ یونیورسٹی سے کاویہ تیرتھ، وغیرہ امتحان پاس کرنے کے بعد ۱۹۳۸ء کے آخر میں قادیان تشریف لائے تھے۔ اور یہ میری خوش قسمتی تھی کہ محترم مولانا ناصر الدین صاحب کے بنارس میں سنسکرت زبان کی تعلیم دینے والے اُستاد پنڈت اُودے دیو شاستری بھی اگست ۱۹۳۹ء میں قادیان تشریف لے آئے۔ وہ اُستاذی المحترم مولانا ناصر الدین صاحب کو سنسکرت کی تعلیم دیتے ہوئے اسلام کی اعلیٰ تعلیم سے متاثر ہوئے اور قادیان آکر انہوں نے اسلام قبول کر لیا اور حضرت مصلح موعودؓ کے ہاتھ پر بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں داخل ہو گئے۔ اُن کا اسلامی نام پنڈت عبداللہ بن سلام رکھا گیا۔ ویدوں کے یہ بہت بڑے ماہر تھے اور اس وقت ہندوستان میں ویدوں کے سات مشہور علماء میں سے ایک آپ بھی تھے۔ گاندھی جی نے ایک دفعہ ایک یگیہ کا انتظام کیا تھا تو پنڈت جی اس یگیہ میں یجمان تھے۔ گویا یہ وجود بھی وہ تھا جس نے مسیحی نفس وجود مصلح موعودؓ کی برکت سے حصہ پا کر اپنی روحانی بیماری کو دُور کر دیا۔ پنڈت جی نے ہمارا تیسرے سال کا کورس سنسکرت کلاس کا ختم ہونے پر نظارت تعلیم کی ہدایت پر میرا امتحان لیا اور ویدوں کے بارہ میں مَیں نے ایک مقالہ ہندی زبان میں لکھا جسے پڑھنے کے بعد پنڈت جی نے نظارت تعلیم کو سفارش کی کہ ان کو "ویدبھوشن" کی امتیازی ڈگری دی جائے۔ آخر جولائی ۱۹۴۲ء میں میرے امتحان کا نتیجہ نکلا اور ۷/ اگست کو نظارت دعوت و تبلیغ نے مجھے خدمتِ دین کے لئے منتخب کر کے ساندھن ضلع آگرہ بھیجنے کا فیصلہ فرمایا ــــ ۸/ اگست کو روانگی سے قبل صبح قریباً دس بجے خاکسار سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی مصلح موعودؓ کی خدمت میں ملاقات کے لئے حاضر ہوا۔ حضورؓ نے دورانِ گفتگو فرمایا کہ سنسکرت کی تعلیم حاصل کرنے کی وجہ سے تمہیں علاقہ ملکانہ بھجوانے کا فیصلہ میرے مشورہ سے نظارت دعوت و تبلیغ نے کیا ہے۔ یہ وہ علاقہ ہے جہاں اسلام اور ہندو مذہب کے درمیان شدید معرکہ آرائی ہے۔ تم اپنی اس تعلیم سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے قرآن مجید کی تعلیم اور وید کی تعلیم کا تقابل پیش کرو۔ اور قرآن مجید کی خوبیاں بیان کرو۔ حضورؓ نے مجھے حسبِ ذیل نصائح فرمائیں جو میری ڈائری میں درج ہیں۔

فرمایا :ـــ

۱۔ اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان و یقین رکھتے ہوئے اور اس پر پورا توکل رکھتے ہوئے کام کرنا۔

۲۔ قرآن مجید کی باقاعدگی سے روزانہ تلاوت کرنا اور اس کے مطالب پر غور کرنا۔

۳۔ جب بھی کسی پنڈت یا عالم سے مقابلہ پیش آجائے تو دُعاؤں سے کام لینا۔

۴۔ خلیفۂ وقت کی اطاعت اور اس سے ذاتی تعلق روحانی ترقی کے لئے از حد ضروری ہے

۵۔ جب بھی کوئی مشکل پیش آئے تو اس کے ازالہ کے لئے اللہ کے حضور دُعا کرنا اور مجھے حالات سے اطلاع دیتے ہوئے دُعا کے لئے لکھنا۔

ان نصائح کے بعد حضورؓ نے بڑی محبت کے ساتھ مجھے گلے سے لگایا اور خدا حافظ فرماتے ہوئے الوداع کیا۔ حضورؓ نے جب مجھے وداع فرمایا تو اُس وقت میری آنکھیں اشکبار تھیں اور آج جبکہ میں یہ سطور لکھ رہا ہوں، حضور کی ملاقات کا وہ نظارہ میرے سامنے آگیا ہے اور میری آنکھیں ایک دفعہ پھر اشکبار ہیں۔ اور میرا قلم چند لمحوں کے لئے اس مقدس وجود کی یاد میں رُک گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں اس مقدس وجود کی رُوح

پر نازل ہوتی رہیں۔ آمین۔

خاکسار ۸ اگست کو بذریعہ ٹرین تین بجے بعد دوپہر قادیان سے روانہ ہوا اور ۹ اگست کو قریباً گیارہ بجے راجہ کی منڈی آگرہ اسٹیشن پر اترا۔ ۸ و ۹ اگست کے دن سیاسی لحاظ سے بڑی اہمیت رکھتے تھے کیونکہ انہی دنوں کانگریس نے Quit India کا نعرہ لگایا۔ یعنی انگریز ہندوستان سے نکل جائیں۔ اور ہندوستان میں رہنے والے لوگوں کو آزادی دیں۔ چنانچہ ۹ اگست کی صبح اس اعلان کی وجہ سے کانگریس کے بڑے بڑے نیتا مہاتما گاندھی۔ جواہر لال نہرو۔ مولانا ابوالکلام آزاد۔ کانگریس کے رکن بمبئی اور دہلی میں گرفتار کر لئے گئے تھے۔ اس لئے ۹ اگست کو ہڑتال تھی اور کوئی یکہ، تانگہ، ٹیکسی وغیرہ کسی قسم کی سواری اسٹیشن پر دستیاب نہ تھی۔ میں نے ایک قلی سے جامع کی جگہ بعد دریافت جماعت احمدیہ آگرہ سیٹھ اللہ رکھا صاحب کے دفتر سے واقف تھا۔ چنانچہ اس نے میرا سامان اٹھایا اور ہم پیدل منڈی کٹرہ پہنچے۔ قلی نے سیٹھ صاحب کے دفتر سے باہر میرا سامان اتار کر رکھ دیا اور مجھے بتایا کہ اندر سیٹھ اللہ رکھا صاحب بیٹھے ہیں۔ میں اندر ان کے پاس گیا۔ سیٹھ صاحب بڑے تپاک سے ملے۔ میں نے دو دن وہاں قیام کیا اور تیسرے دن ساندھن روانہ ہو گیا۔ ساندھن کے قریب پہنچتے ہی یہ نظارہ دیکھا کہ جو بھی شخص ملتا وہ یہ کہتا "السلام علیکم مولوی صاحب" اور خاکسار وعلیکم السلام کہہ کر آگے بڑھتا۔ یہ حضور کے پُر نور خدام اور مجاہدین ملکانہ کا اثر تھا جو آج بھی ساندھن میں قائم ہے کیونکہ آج بھی جب ساندھن کی گلیوں میں سے گذرو تو ہر شخص والا آدمی یہی کہتا ہے السلام علیکم مولوی صاحب۔

ساندھن پہنچ کر اس زبردست مقابلے کا تفصیلی علم ہوا جو ملکانہ مسلمانوں کے ارتداد کی وجہ سے حضرت مصلح موعودؓ کی قیادت میں مجاہدین احمدیت اور ہندوؤں کے درمیان ہوا ہے۔ اس علاقہ کے واقعات کو بیان کرنے کے لئے تو ایک کتاب چاہیئے لیکن میں مختصراً اُن چند واقعات کا ذکر کروں گا جن کا تعلق حضرت مصلح موعودؓ سے خصوصی طور پر ہے۔ ساندھن پہنچنے پر مجھے یہ علم ہوا کہ ساندھن وہ مقام تھا جو مجاہدین کے لئے مرکزی حیثیت رکھتا تھا۔ امیر المجاہدین حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیالؓ کا مرکزی دفتر آگرہ میں تھا۔ آپ نے اس علاقہ کا سروے کرنے کے بعد جگہ جگہ اپنے مجاہدین کو پھیلا دیا اور ساندھن کو مرکزی حیثیت دی۔

اور اس سے بھی بڑھکر اس مقام کو یہ اہمیت حاصل ہوئی کہ مسیحی نفس رکھنے والا پاک وجود حضرت مصلح موعودؓ بنفس نفیس یہاں تشریف لائے تھے۔ جب میں ساندھن پہنچا تو وہاں کا دارالتبلیغ جس کے اندر مسجد کے لئے بھی ایک کمرہ تھا یہ سب کچی عمارت پر مشتمل تھا اور مشن ہاؤس کے جنوب مغربی کونے پر ایک کچا مینار ایستادہ تھا جس پر چڑھکر اذان دی جاتی تھی جس کے بارہ میں مجھے بتایا گیا کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں حضرت مصلح موعودؓ کو ایڈریس پیش کیا گیا اور حضور نے ایڈریس کے جواب میں ایک پُر معرفت تقریر فرمائی تھی۔ اس بارہ میں مزید تحقیق کرنے پر پتہ چلا کہ سیدنا حضرت مصلح موعودؓ اپنے قافلے کے ہمراہ انگلستان کی ویمبلے کانفرنس میں شرکت کے بعد واپس بمبئی تشریف لائے تو وہیں حضور کا پروگرام ملکانہ علاقہ کو بھی دیکھنے کے لئے طے پایا۔ چنانچہ حضور ۲۰ نومبر ۱۹۲۴ء کو بی۔ بی اینڈ سی۔ ریلوے کے ذریعہ بمبئی سے روانہ ہوئے اور ۲۲ نومبر کو بھرت پور اسٹیشن پر اترے۔ جہاں آپ کا پُر تپاک استقبال ہوا۔ اور وہاں سے موٹروں کے ذریعے ساندھن تشریف لے گئے۔ بھرت پور۔ اچھنیرہ۔ ساندھن جاتے وقت رستہ میں اگرن گاؤں بھی پڑا یہ وہ گاؤں تھا جہاں کی مائی جمیا رہنے والی تھی جس کے ہندو نہ ہونے کی وجہ سے اس کی فصل کاٹنے سے اس کے لڑکوں نے بھی انکار کر دیا۔ تب حضرت مصلح موعودؓ کی طرف سے امیر المجاہدین کو یہ حکم پہنچا۔ کہ آپ کے پاس جس قدر گرایجویٹ لوگ ہیں، انہیں ہمراہ لیکر آپ اگرن جائیں۔ اور یہ گرایجویٹ لوگ مائی جمیا کا کھیت کاٹیں۔ چنانچہ اس پر عمل کیا گیا اور گرایجویٹ احمدیوں نے اپنے ہمراہ درانتیاں لے کر مائی جمیا کا کھیت کاٹا۔

حضورؓ کے ہمراہ امیر المجاہدین حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیالؓ بھی تھے۔ بڑے بوڑھے اور بزرگ لوگوں نے بتایا کہ حضورؓ کے دیدار کے لئے ارد گرد کے بیسیوں مواضعات سے ہزاروں کی تعداد میں لوگ ساندھن میں جمع ہو گئے۔ یہ بھی بزرگوں نے بتایا کہ حضورؓ کے استقبال کے لئے بڑے بڑے شاندار دروازے بنائے گئے۔ اور ان پر مختلف نعرے لکھے گئے۔ ایک دروازے پر یہ عبارت لکھی گئی

"حضرت مرزا غلام احمد کی جے"

حضور کی خدمت میں ایڈریس پیش ہوا اور آپ نے جوابی تقریر فرمائی۔ اس کے بعد بہت سے لوگوں نے بیعت کی۔ اور اس مسیحی نفس مقدس انسان کے ذریعہ اور اس کے شاگردوں کے ذریعہ رُوحانی زندگی حاصل کرنے والے بزرگوں سے میں خود ملا ہوں ان میں سے ایک بزرگ بادا لال خاں تھے، اگرچہ ان پڑھ تھے لیکن اخلاص کا مجسمہ تھے۔ پانچوں وقت باقاعدہ مسجد میں آکر نماز ادا کرتے۔ یہ وہ بزرگ تھے جنہوں نے حضورؓ اور حضور کے ساتھیوں کے لئے کھانے کا انتظام کیا تھا۔ علاقہ ملکانہ میں دیہاتوں میں ان ایام میں زیادہ تر مکان کچے ہوتے تھے گھروں کے آگے پھونس کے چھپر ڈال دیئے جاتے تھے جو کہ برآمدے کا کام دیتے تھے۔ اب بھی اس علاقے کے کئی دیہات میں یہی رواج ہے۔ مکرم بادا لال خاں صاحب کے مکان میں پھونس کے چھپر کے نیچے کھانا پک رہا تھا کہ اچانک چھپر کو آگ لگ گئی اور آگ نے پھیل کر کافی نقصان کر دیا۔ مجھے بتایا گیا کہ حضورؓ کو بھی اس واقعہ کا علم ہوا اور حضورؓ نے قادیان واپس پہنچ کر بادا لال خاں کی دلداری کرتے ہوئے کچھ رقم ارسال فرمائی۔ لیکن بادا لال خاں جیسے مخلص شخص نے اس رقم کو لینا گوارا نہ کیا اور شکریہ کے ساتھ وہ رقم واپس بھجوا دی۔

بادا لال خاں جب ۱۹۴۴ء میں دہلی میں مصلح موعود کا جلسہ ہوا تو اس جلسے میں بھی شریک ہوئے۔ میں اس وقت ساندھن میں ہی تھا۔ بادا لال خاں صاحب نے جب اپنی اس خواہش کا اظہار کیا تو مجھے بہت خوشی ہوئی۔ بعض اور دوستوں کو بھی تحریک کی گئی۔ صالح نگر بھی لکھا گیا اور وہاں سے مکرم مصطفیٰ خاں صاحب (والد محترم عبد الرشید صاحب ملکانہ فوٹو گرافر قادیان) بھی تیار ہو گئے۔ اس وقت مصطفیٰ خاں صاحب بھرپور جوان تھے اور بڑی اچھی صحت تھی۔ دہلی کے مصلح موعود کے جلسہ میں غیر احمدیوں کی طرف سے کافی گڑبڑ ہوئی تھی اور مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ مصطفیٰ خاں صاحب بار بار اپنی بھوجپوری زبان میں غیر احمدیوں کو کوستے ہوئے آگے بڑھنے کے لئے کوشاں ہوتے تھے اور خاکسار ان سے کہتا تھا کہ جماعتی نظام کے مطابق یہاں سب کچھ ہو رہا ہے۔ اگر حضور کا ارشاد ہوا اور اجازت ملی تو ہم بھی انشاء اللہ پیچھے نہیں رہیں گے۔ اس لئے آپ صبر سے کام لیں۔ جلسے کے اختتام پر جلسہ گاہ میں ہی میں نے قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ سے عرض کیا۔ علاقہ ملکانہ کے دو دوست بھی جلسہ میں شرکت کے لئے آئے ہوئے ہیں وہ حضور سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں، تو موصوف نے فوراً ان کے ملانے کا انتظام کر دیا۔ سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کا حافظہ ماشاء اللہ بہت ہی زبردست تھا۔ بادا لال خاں کو دیکھتے ہی فرمانے لگے۔ ساندھن سے آئے ہیں! حضور نے بادا صاحب سے مل کر بڑی خوشی کا اظہار فرمایا۔ اسی طرح مکرم مصطفیٰ خاں صاحب کے بارے میں بھی دریافت فرمایا کہ یہ کہاں سے آئے ہیں تو حضور کو خاکسار نے بتایا کہ یہ صالح نگر سے آئے ہیں۔

بادا لال خاں صاحب کے بھائی شیر خاں صاحب عرف سری پت بھی اچھے مخلص احمدیوں میں سے تھے۔ ابتداء میں جا نثار اپنے مجاہدین کی انہوں نے کافی خدمت کی اور مشن ہاؤس و مسجد کے لئے زمین کے انتظام میں ان کا کافی ہاتھ تھا۔ مکرم شیر محمد خاں صاحب کی اولاد میں سے بہادر خاں صاحب نہایت ہی مخلص نیک اور تہجد گزار ہیں۔

یہ مضمون اس امر کا حامل نہیں کہ میں تفصیل سے ساندھن کے حالات لکھ سکوں۔ میرا ارادہ ہے کہ وقت ملنے پر انشاء اللہ تفصیلی حالات اخبار بدر میں شائع کروں گا۔ اور اس میں صالح نگر کی جماعت کے بزرگوں کا بھی ذکر کروں گا۔

ساندھن کا ایک اور اہم واقعہ یہ بھی ہے کہ غالباً ۱۹۲۸ء کے جلسہ سالانہ میں ملکانہ احباب پر مشتمل ایک قافلہ پیدل ساندھن سے قادیان آیا۔ اس وقت ساندھن میں مولوی محمد افضال صاحب سکنہ بھاگلپور بطور مبلغ کام کر رہے تھے ان احباب کے قادیان پہنچنے پر ان کا زبردست استقبال ہوا۔ اس قافلہ میں شامل ہونے والوں میں بادا لال خاں صاحب کا ایک پوتا حبیب اللہ خاں بھی تھا۔ باقی صفحہ ۱۶ پر ملاحظہ فرمائیں)

پیشگوئی پسرِ موعود کا پس منظر اور ردِّ عمل

از مکرم مولوی خورشید احمد صاحب پربھاکر درویش قادیان

جس طرح گرمی کی شدت ظاہری بارش کے نزول کا سبب ہوتی ہے۔ بعینہٖ دُنیا میں خدا تعالیٰ سے دوری، بے دینی اور فسق و فجور روحانی بارش یعنی وحی والہام، کشوف و رؤیاء صالحہ اور القاءِ ربّانی کا باعث ہوتی ہے۔ جو وقت کے کسی روحانی مصلح پر نازل ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ کے اس قانون کو بموجب ارشاد قرآنی لَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰہِ تَحْوِیلًا (الفاطر: ۴۴) کوئی تبدیل نہیں کر سکتا۔

زمانہ ظہور امام مہدی علیہ السلام

تیرھویں صدی ہجری کے وسط آخر تک ساری دُنیا دہریت اور الحاد کی گود میں جا چکی تھی۔ لوگ مذہب سے برگشتہ خدا سے بیزار اور بباطن رسولوں کے دشمن ہو چکے تھے۔

ڈارون کے نظریۂ ارتقاء۔ میکڈوگل کے نظریۂ جبلت۔ فرائڈ کے نظریۂ لاشعور میکاؤلی کے نظریۂ نیشلزم اور کارل مارکس کے نظریۂ اشتراکیت وغیرہ گہرا اثر ہر طبقہ پر مستولی تھا۔

دوسری طرف آسمانی بارش یعنی وحی والہام اور القاءِ ربّانی کے انتشار نے خوابیدہ مذہبی دُنیا میں ایک ہیجان پیدا کر رکھا تھا کہ یکے بعد دیگرے مذہبی اور معاشرتی اصلاح کے نام پر بیسیوں مذہبی اور نیم مذہبی تحریکات منصۂ شہود پر آ رہی تھیں جن میں برہمو سماج، آریہ سماج، ویدانت، صوفی مت، ڈوئی (امریکہ) کی صیہونی تحریک بہائی تحریک اور تثلیث کا شور سب سے نمایاں تھا۔

عیسائی پادری اور آریہ سماجی پرچارک خاص طور پر اسلام پر تابڑ توڑ حملے کرتے تھے۔ جن کی تاب نہ لا کر مسلمان ان کے آگے آگے بھاگتے تھے۔ پادری اور سید نژاد عیسائی علماء گلے میں صلیب ڈالے مکہ معظمہ پر تثلیث کا جھنڈا لہرانے کے وعظ کر رہے تھے۔ (بیروز لیکچرز) اور آریہ سماج کی بھجن منڈلیاں جلسوں جلوسوں میں علی الاعلان یہ بھجن گایا کرتی تھیں کہ "بڑے ماترم کہنا ہوگا۔ نہیں تو یہاں سے جانا ہوگا"۔ اسلامی حکومتوں میں سے کچھ تو دوسری اقوام کی غلام تھیں۔ کچھ ان کی نوآبادیاں تھیں۔ اور کچھ غیروں کے رحم و کرم پر زندہ تھیں۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو تاریخ انقلابات عالم مرتبہ ابو سعید بزمی ناشر کتاب منزل لاہور۔ اور تاریخ ہند انقلابات یورپ و ایشیاء)۔

مذہبی لحاظ سے مسلمانوں میں خلافت کا نظام مٹ چکا تھا۔ اُمت مرحومہ سینکڑوں فرقوں میں بٹ چکی تھی۔ جو اکثر و بیشتر باہم دست و گریبان رہتے تھے۔ قیام خلافت کے سلسلہ میں خاقان الاعظم سلطان عبدالحمید خان شاہ ترکی کو خلیفۃ المسلمین بنانے کی آخری کوشش ناکام ہو چکی تھی۔ اس تحریک میں گاندھی جی اور اہل بھارت کا بھی تعاون شامل تھا۔ مسلمان اسلام کی نشاۃ ثانیہ سے مایوس ہو چکے تھے۔ علماءِ دین اسلام کی "شان رفتہ" کا تذکرہ کر کے خود روتے اور مسلمانوں کو رُلایا کرتے تھے۔ اور امام مہدی علیہ السلام کے ظہور اور ان کے ذریعہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا انتہائی شرمناک الفاظ میں ذکر کیا کرتے تھے۔

دعوت نشان نمائی

اس پس منظر میں ۱۸۸۵ء میں سیدنا حضرت مسیح موعود و امام مہدی علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے الہام پا کر دین اسلام کی صداقت اور بانیٔ اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و جلالت شان ظاہر کرنے کے لئے نشان نمائی کا اشتہار شائع فرمایا۔ لیکن زمانے کے مادی نظریات اور فلسفے کے زیر اثر لوگ دہریت کی دلدل میں اس طور سے پھنس چکے تھے کہ عموماً کسی نے نشان نمائی کی اس باطل شکن عالمگیر دعوت کی طرف توجہ نہ کی۔ البتہ قادیان کی آریہ سماج کے ممبران نے حضور علیہ السلام سے درخواست کی کہ:۔

"ہم آپ کے ہمسایہ ہونے کے ناطے لندن و امریکہ والوں کے مقابلہ میں آسمانی نشانات دیکھنے کے زیادہ مستحق و مشتاق ہیں۔ لہذا ہمیں کوئی نشان دکھایا جائے۔ ہم بر میشر کی قسم کھا کر وعدہ کرتے ہیں کہ ہم جو نشانات آپ سے بچشم خود مشاہدہ کر لیں گے، اسے اخباروں میں بطور گواہ شائع کرا دیں گے۔ اور آپ کی صداقت کو حتی الوسع اپنی قوم میں پھیلائیں گے۔ اور کوئی نا منصفانہ حرکت ہم سے ظہور میں نہیں آئے گی۔"

اس درخواست پر قادیان کے دس معزز ممبران آریہ سماج لچھمن داس، پنڈت بھارا مل، بشن داس، منشی تارا چند، سنت رام، فتح چند، پنڈت ہرکشن، پنڈت بیجناتھ اور چوہدری بشن داس ولد ہیرانند برہمن وغیرہ کے دستخط تھے۔ (تبلیغ ہدایت جلد اوّل صفحہ ۵۲)

اس پر باقاعدہ ایک تحریری معاہدہ ہُوا۔ اور اسے لالہ شرمپت رائے ممبر آریہ سماج قادیان نے شائع کرا دیا۔ نشان طلبی میں پنڈت لیکھرام پشاوری مصنف "کلیات آریہ مسافر" نے تو آسمان سر پر اُٹھا لیا تھا۔

واضح رہے کہ ہندو اور آریہ سماجی دوست ویدوں کے بعد کسی قسم کی وحی۔ الہام۔ کشف۔ رؤیا۔ خواب اور القاءِ ربّانی وغیرہ گیان کے آنے کے قطعی منکر ہیں۔ اور رسالت یا اوتار واد کے تو سرے سے قائل ہی نہیں۔ ایسی صورت میں نشان نمائی کا دعویٰ آریہ سماجیوں کے نزدیک دیوانے کی بڑ سے زیادہ کوئی حیثیت نہ رکھتا تھا۔

پیشگوئی پسرِ موعود

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام خدائی الہام کے مطابق ۲۰ جنوری ۱۸۸۶ء کو ہوشیار پور (پنجاب) تشریف لے گئے۔ اور "پسر موعود" کے بارے میں عظیم الشان خدائی بشارت پانے کے بعد ۱۷ مارچ ۱۸۸۶ء کو واپس قادیان تشریف لے آئے۔ اس نشان کو آپؑ نے بذریعہ اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء مشتہر فرمایا۔ (اخبار ریاض ہند امرتسر یکم مارچ ۱۸۸۶ء ضمیمہ) جس میں خدائے عالم الغیب نے حضور علیہ السلام کو بشارت دی کہ:۔

"میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں ...... اے مظفر! تجھ پر سلام!! خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں ...... جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے۔ اور خدا اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفیٰؐ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ایک کھلی نشانی ملے ...... سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔"

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء۔ اخبار ریاض ہند۔ یکم مارچ ۱۸۸۶ء)

ردِّ عمل

پیشگوئی "پسر موعود" کے مشتہر ہونے پر دو طرح کا ردِّ عمل ظاہر ہُوا۔

(۱):۔ سلیم الفطرت احباب آنے والے "نشان رحمت" کا بیتابی سے انتظار کرنے لگے۔

(۲):۔ مخالفین اسلام اس کا تمسخر۔ استہزاء اور مذاق اُڑانے کے درپے ہو گئے۔

یہ عجیب اتفاق ہے کہ نشان کے طالب عموماً آریہ سماج ہندو تھے۔ اور اس نشان کی تضحیک والے بھی اسی مذہب کے لوگ پیش پیش تھے۔ ان کے لیڈروں میں سے پنڈت لیکھرام پشاوری نے اس پیشگوئی پر بڑے غیظ و غضب جوش و خروش اور نہایت سوقیانہ زبان میں اپنے دلی تعصب کا اظہار کیا کیونکہ:۔

"لیکھرام کی طبیعت شروع سے ہی حد درجہ کی آزاد تھی۔ ویدک دھرم کے ساتھ خاص پریم نے انہیں کس قدر ویدک دھرم کے حق میں متعصب بنا دیا تھا۔ اور ایسے وقت میں وہ دوسروں کی کمزوری کے لئے انہیں معاف کرنے کے قابل نہیں رہتے تھے ...... بلکہ بلا لحاظ اس کے رتبہ وغیرہ کے بعض اوقات فریق مخالف پر سختی سے سخت حملے کر دیا کرتے تھے۔"

(دیباچہ کلیات آریہ مسافر صفحہ ۶ کالم ۱ صفحہ ۸ کالم ۱)

پنڈت جی نے ۸ مارچ ۱۸۸۶ء کو اور اس کے بعد ایک دوسرے اشتہار میں پیشگوئی پسر موعود پر اپنے ردِّ عمل کا اظہار کرتے ہوئے لکھا:۔

(i)۔ "اس اشتہار میں جو کچھ احقر نے عرض کی ہے۔ حرف بحرف خدا کے حکم سے لکھا گیا ہے اور اس کے حکم سے کسی کو گریز نہیں، کیونکہ وہ احکم الحاکمین ہے۔ الماموُر معذورٌ"

(کلیات آریہ مسافر صفحہ ۴۹۱ کالم ۱)

(ii)۔ "چونکہ ہم جانبِ قادر مطلق سے اس کے افشاء راز پر مامور ہیں اس لئے فقرہ فقرہ کا حسن و قبح ہدیہ ناظرین کرنے پر مجبور ہیں۔"

(کلیات آریہ مسافر صفحہ ۴۹۱ کالم ۲)

چنانچہ پنڈت لیکھرام نے خدائے احکم الحاکمین کی پیشگوئی کے ایک ایک فقرہ کا تمسخر اُڑاتے ہوئے لکھا کہ:۔

"خدا نے یہ الہام سن کر اور خفا ہو کر فرمایا کہ یہ پیشگوئی ہے یا فضول گوئی۔ ... میں نے عرض کی کہ بارِ خدایا! ایسے مکّار کو سزا کیوں نہیں دیتا۔ فرمایا تین سال میں سزا دی جائے گی ... چنانچہ اللہ تعالےٰ نے مجھ کو لوحِ محفوظ دکھا لی۔ جس میں سب مکّاروں سے اوّل نام مرزا جی درج تھا۔ (خدا نے) فرمایا ہم نے کوئی الہام یا پیشگوئی اس کو نہیں بتائی ..... تو جا اور بذریعہ اشتہارات اس کا جھوٹ مشتہر کر۔ الماموُر معذورٌ۔ مَیں تو باتباعِ حکمِ الٰہی عرض کر رہا ہوں .... بر رسول بلاغ باشد و بس"

(کلیات آریہ مسافر صفحہ ۴۹۶ کالم ۱)

پیشگوئی کے الفاظ:۔ اے مظفر! تجھ پر سلام۔

لیکھرام:۔ الفاظ تو یہ تھے "اے مکّر و مکّار تجھ پر آلام۔"

پیشگوئی کے الفاظ:۔ "وہ جلد جلد بڑھیگا۔

لیکھرام:۔ خدا کہتا ہے۔ محض جھوٹ ہے۔ جلد جلد تو مرغی کا بچہ یا چوپایہ کا نطفہ بڑھتا ہے۔

پیشگوئی کے الفاظ:۔ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔

لیکھرام:۔ خدا کہتا ہے۔ اس رذیل کا نام قادیان [illegible] نہ جانیں گے۔

پیشگوئی کے الفاظ:۔ میں تیری ذریت کو بہت بڑھاؤں گا اور [illegible] برکت دونگا۔

لیکھرام:۔ خدا کہتا ہے کہ میں مرزا کی ذریت کو منقطع کر دونگا۔ اور نحوست دوں گا۔

پیشگوئی کے الفاظ:۔ تیری ذرّیت منقطع نہ ہو گی۔ اور آخری دنوں تک سرسبز رہے گی۔ ..... تیرا نام صفحۂ زمین سے کبھی نہیں اُٹھے گا۔

لیکھرام:۔ آپ کی ذرّیت بہت جلد منقطع ہو جائے گی غایت درجہ تین سال تک شہرت رہے گی ..... خدا کہتا ہے۔ چند روز تک قادیان میں نہایت ذلّت کے ساتھ کچھ تذکرہ رہے گا۔ پھر معدوم محض ہو جائیگا۔

پیشگوئی کے الفاظ:۔ ایسا لڑکا حسبِ وعدۂ الٰہی نو ۹ برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہو گا۔

لیکھرام:۔ ابد تک آپ کے کوئی لڑکا پیدا نہ ہو گا۔ پہلے یہ بھی اطمینان ہو گیا کہ نو ۹ برس تک آپ اور آپ کی بیوی زندہ رہے گی؟ ہمارا الہام تو تین سال کے اندر اندر آپ کا سب خاتمہ بتلاتا ہے۔"

(کلیات آریہ مسافر صفحہ ۴۹۹ کالم ۲ صفحہ ۵۰۰ کالم ۱ صفحہ ۴۹۵ کالم ۲)

پیشگوئی کے الفاظ:۔ تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذرّیت و نسل ہو گا۔

الفاظ لیکھرام:۔ خدا نے یہ فقرہ سُن کر اور مسکرا کر فرمایا تو اس فریب کو سمجھا؟ جب پچاس سال تک نسل نہ پھیلی تو اب اولاد پھیلنے کی کیا اُمید ہے۔"

(کلیات آریہ مسافر صفحہ ۴۹۶ کالم ۲ صفحہ ۴۹۷ کالم ۲)

سچّا فیصلہ

پنڈت لیکھرام نے اپنے اور حضرت امام مہدی علیہ السلام کے درمیان پرمیشور سے سچّا فیصلہ کرنے کی ان الفاظ میں دُعا مانگی کہ:۔

"اے پرمیشور! ہم دونوں فریقوں میں سچّا فیصلہ کر ...... کیونکہ کاذب صادق کی طرح کبھی تیرے حضور عزّت نہیں پا سکتا"

(کلیات آریہ مسافر صفحہ ۵۰۵ کالم ۱ لائن ۲۲ تا ۲۴۔ نسخہ غبط احمدیہ صفحہ ۸۴)

سو خداوند قادر مطلق نے سچّا فیصلہ فرمایا کہ .....

(۱) :۔ حضور علیہ السلام کے ہاں حسب وعدہ پیشگوئی ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء بروز شنبہ دُنیا کے کناروں تک عزت کے ساتھ نیک شہرت پانے والا فرزند ارجمند تولد ہوا۔ اور پنڈت لیکھرام جی کی پیشگوئی کہ "ابد تک کوئی لڑکا پیدا نہ ہو گا" جھوٹی ثابت ہوئی۔

(۲) :۔ پیشگوئی "پسر موعودؑ کی عام تشہیر یکم مارچ ۱۸۸۶ء اخبار ریاض ہند کے ذریعہ ہوئی اور ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو یعنی ٹھیک تین سال کے اندر اندر موعود لڑکا پیدا ہو گیا۔ جبکہ پنڈت لیکھرام جی نے اپنے پرمیشور سے تین مرتبہ الہام پانے اور بقول خود لوحِ محفوظ دیکھنے کے بعد یہ دعویٰ کیا تھا کہ:۔

"ہمارا الہام تو تین سال کے اندر اندر آپ کا سب خاتمہ بتلاتا ہے۔"

قادر مطلق کی فعلی شہادت نے پنڈت جی کے اس دعویٰ کو غلط ثابت کر دیا۔

(۳) :۔ دوسری طرف خدا کی قدرت اور غضب کا ظہور اس رنگ میں ہوا کہ:۔

"جالندھر میں پنڈت لیکھرام جی کی بیوی لکشمی دیوی کی گود ہری بھری ہوئی۔ اور اسی جگہ ان کو اپنے پیارے پتر سکھ دیو کی (فوتیدگی) کا دُکھ ملا ..... یہ شاید ۱۸۹۶ء موسم برسات کا ذکر ہے۔"

(دیباچہ کلیات آریہ مسافر صفحہ ۲ کالم ۱)

پنڈت جی اپنے بیٹے کے مرنے کے بعد کم و بیش آٹھ نو ماہ زندہ رہے۔ اور ان کی پتنی لکشمی دیوی پنڈت جی کے مرنے کے بعد تقریباً چھ سال تک زندہ رہیں۔ مگر باوجود کہ پنڈت لیکھرام دیگر آریہ سماجیوں کی طرح نیوگ کے بہت بڑے حامی تھے۔ ان کے ہاں کوئی اولاد ان کے اپنے تخم سے یا نیوگ کے طریقہ سے پیدا نہ ہو سکی۔ اور آج تک کوئی آریہ پُرش اپنے آپ کو پنڈت لیکھرام جی کی اولاد شمار نہیں کرتا۔

اگر پنڈت لیکھرام جی برہمن اوتار سے مقابلہ کا طریق اختیار نہ کرتے، بلکہ عقیدت سے حضور علیہ السلام کی طرف کسی رنگ میں رجوع کرتے، یا کم از کم اپنی زبان پر کنٹرول کر لیتے تو خدا تعالےٰ کے فضل اور امام مہدی کی دُعا سے اُمید تھی کہ ان کی شاخ بھی قیامت تک سرسبز رہتی۔ فاعتبروا یا اُولی الابصار۔

آج اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اولاد سینکڑوں کی تعداد میں موجود ہے۔ اور ۱۹۴۷ء کے خونی دَور کے بعد بھی آج تک قادیان میں حضور علیہ السلام۔ خلفاء احمدیت اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کا نام عزّت کے ساتھ قائم ہے۔ مسیح پاک کے لڈب سے بھی بڑھ کر "مہر" سے بھی دونوں خاندانوں کی جسمانی اولاد سینکڑوں درویش صفت نیک طبع لوگ یہاں موجود ہیں۔ دُنیا بھر میں ڈیڑھ کروڑ کی تعداد میں احمدی مسلمان اپنے آپ کو "احمد" کی روحانی اولاد کہلانے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔

پیشگوئی کے مطابق پسر موعود سیّدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۵۱ سال تک جماعت احمدیہ کی کامیاب قیادت فرمائی اور اپنی صلبی اولاد لڑکے اور لڑکیاں، پوتے پوتیاں، نواسے نواسیاں ہر شاخ کو ثمر دیکھنے کے بعد اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اُٹھائے گئے۔ وکان امراً مقضیاً ✱

درخواست ہائے دعا

✱۔۔۔ مکرم فتح محمد صاحب گجراتی درویش قادیان مسلسل کئی ماہ سے تشویشناک طور پر بیمار چلے آ رہے ہیں اسی طرح مکرم امیر احمد صاحب درویش قادیان بھی اپنے بائیں پاؤں کا پُرانا زخم دوبارہ ہرا ہو جانے کی وجہ سے امرتسر ہسپتال میں زیر علاج ہیں نیز اہلیہ مکرم مولوی بشیر احمد صاحب طاہر مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان اپنی پیٹھ کے پھوڑے کا امرتسر میں آپریشن کرانے کے بعد واپس قادیان آ چکی ہیں ہر سہ مریضان کی کامل و عاجل شفا یابی کے لئے ٭ ۔۔۔ مکرم کریم ظفر ملک صاحب ابن محترم مولوی ظہور حسین صاحب مرحوم مقیم واشنگٹن (امریکہ) اپنی اہلیہ جن کے گلے کے کینسر کا بفضلہ تعالےٰ کامیاب آپریشن ہو چکا ہے۔ اور والدہ محترمہ جو بعارضہ قلب واشنگٹن کے ہسپتال میں زیر علاج ہیں کی کامل و عاجل شفا یابی اور درازی عمر کے لئے ٭ ۔۔۔ مکرم مبارک احمد صاحب دانی پیا گرپور ہاڈہ لبنہ (مدھیہ پردیش) پریشانیوں کے ازالہ اور بچوں کی دینی اور دنیوی ترقیات کے لئے ٭ ۔۔۔ مکرم سیّد ظہیر الدین محمود احمد صاحب ساکن بریلی (یو پی) پانچ روپیہ اعانت بدر میں ارسال کر کے اپنے بیٹے عزیز مصطفیٰ احمد کی محکمہ ریلوے کے سیکنڈ گریڈ کے امتحان میں نمایاں کامیابی کے لئے ٭ ۔۔۔ مکرم وسیم احمد صاحب خورشید نمائندہ بدر جماعت احمدیہ بھدرک اپنی دینی و دنیوی ترقیات، والدہ محترمہ کی کامل و عاجل شفا یابی اور درازی عمر کے لئے قارئین بدر سے دُعا کی عاجزانہ درخواست کرتے ہیں۔

(ادارہ)

"قومیں اُس سے برکت پائیں گی"

قریشی محمد فضل اللہ نائب ایڈیٹر

سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں اسلام کے تنزل کے بارہ میں خبر دی تھی وہاں اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی خوشخبری بھی سنائی تھی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اگر ایمان ثریا ستارہ پر بھی چلا جائے گا تو فارسی الاصل اشخاص اس کو اُتار لائیں گے"۔ اسی طرح مسیح موعود و مہدی معہود کی خاص نسل کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ "وہ شادی کرے گا اور اس کے ہاں اولاد ہو گی"۔ بہت سی سابقہ پیشگوئیاں بھی ایسی ملتی ہیں جن میں خصوصی طور پر ایک بابرکت روح کی آمد کا مژدہ سنایا گیا ہے۔ علاوہ ازیں اُمت کے صلحاء نے بھی پسر موعود کی نسبت بہت سی بشارات دی ہیں جو اس مقدس وجود کی غیر معمولی عظمت کو واضح کرتی ہیں۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام کی کس مپرسی کو دیکھتے ہوئے بہت عاجزانہ دُعائیں کیں۔ اور چلّہ کشی بھی فرمائی۔ اس خصوص میں حضور علیہ السلام نے ہوشیار پور اور لدھیانہ کے سفر میں جو دُعائیں کیں ان کو قبول فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے شمار صفات کا حامل ایک فرزند عطا ہونے کی خوشخبری دیتے ہوئے فرمایا:-

"خدا تعالیٰ نے تیرے اس سفر کو جو ہوشیار پور اور لدھیانہ کا ہے تیرے لئے مبارک کر دیا"

اس بشارت عظمہ میں آپ کو ایک ایسی روح عطا کئے جانے کی خبر دی گئی جس کے ذریعہ حق کا غلبہ اور باطل کا بھاگنا مقدر تھا۔ حضرت المصلح الموعودؓ ان تمام صفات کے حامل ہیں جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو الہامًا بتائی تھیں۔ آپ فرماتے ہیں:-

"خدا نے مجھے وعدہ دیا ہے کہ تیری برکات کا دوبارہ نور ظاہر کرنے کے لئے تجھ سے ہی اور تیری ہی نسل میں سے ایک شخص کھڑا کیا جائے گا جس میں روح القدس کی برکات پھونکوں گا۔ وہ پاک باطن اور خدا سے نہایت پاک تعلق رکھنے والا ہو گا اور مظہر الحق والعلاء ہو گا گویا خدا آسمان سے نازل ہوا"

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۶۵)

ایک اور مقام پر فرمایا:-

"بفضلہ تعالیٰ و احسانہ و برکت حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم خداوند کریم نے اس عاجز کی دُعا کو قبول کر کے ایسی روح بھیجنے کا وعدہ فرمایا جس کی ظاہری و باطنی برکتیں تمام زمین پر پھیلیں گی سو اگرچہ بظاہر یہ نشان احیائے موتیٰ کے برابر معلوم ہوتا ہے بلکہ غور کرنے سے معلوم ہو گا کہ یہ نشان مردوں کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ بہتر ہے مردہ کی بھی روح ہی دُعا سے واپس آتی ہے اور اس جگہ بھی دُعا سے ایک روح ہی منگائی گئی ہے مگر ان روحوں اور اس روح میں لاکھوں کوسوں کا فرق ہے"

(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۱۱۱)

خدا تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ وہ عظیم مصلح زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور جب تک وہ قوموں کو اپنی ذات سے فیوض و برکات نہ پہنچا دے گا تب تک اس کا وجود اس دُنیا سے اُٹھایا نہیں جائے گا۔

آپؓ کی ولادت ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء کو قادیان میں ہوئی۔ ابتداء سے ہی قوم و ملّت کی خدمت کا جذبہ آپ کے اندر کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ اس لئے آپ نے خدا تعالیٰ کی عطا کردہ استعدادوں اور اعلیٰ علمی و دینی صلاحیتوں سے دُنیا کو فیض پہنچایا دینی اعتبار سے قرآن کریم کا ترجمہ تفسیر صغیر کی صورت میں کیا جو بہت ہی سادہ اور دلنشین پیرایہ میں ہے تفسیر کبیر شروع کی تو قرآنی علوم کے دریا بہا دیئے نئے نئے نکات و معارف سے روحوں کی پیاس بجھائی۔ بصیرت افروز تقاریر و تحریرات اور روح پرور مجالس علم و عرفان سے دُنیا کو مستفید کر دیا۔ جب آپ ۲۵ سال کی عمر کو پہنچے تو جماعت کی روحانی قیادت آپ کے سپرد ہوئی حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ کی وفات پر ۱۴ر مارچ ۱۹۱۴ء کو بعد نماز عصر مسجد نور میں جماعت احمدیہ کے دوسرے خلیفہ منتخب ہوئے۔ سب سے پہلی اور عظیم برکت جو آپ کے وجود سے حاصل ہوئی وہ حضرت خلیفہ اوّلؓ کی وفات پر پائی جانے والی حزن و ملال کی کیفیت کو سکون میں بدلنا تھا اس وقت اپنوں نے بھی ریشہ دوانیاں کیں اور غیروں نے بھی مخالفت کے طوفان کھڑے کئے۔ خطرناک سازشوں کے پہاڑ آپ کے رستہ میں حائل ہو گئے شدید مخالفت سے سامنا ہوا بعض عمائدین آپ کو چھوڑ کر خلافت ختم کرنے کے در پے ہو گئے۔ جماعتی بیت المال کا خزانہ بھی خالی کر دیا گیا اور جماعت افتراق و انشقاق کا شکار ہو گئی ایسے موقعہ پر آپ نے اس جماعت کی شیرازہ بندی کی اور نئے سرے سے ایک زنجیر میں سب کو پرو دیا نہ صرف اتنا ہی کیا بلکہ خلافت کی اہمیت و برکات کو نہایت دلکش انداز میں جماعت کے سامنے پیش فرمایا اور زندگی بھر خلافت کی دائمی برکت کے قیام کے لئے انتہائی کوششیں فرمائیں آپ نے خلیفۃ المسیح کے انتخاب کے لئے مستقل اصول اور ضوابط مقرر فرمائے جن کے ذریعہ لوگ تاقیامت خلافت کی روحانی برکات سے استفادہ کرتے رہیں گے اس عظیم کارنامہ کے باعث آپ نے اپنے پیچھے ایسا روحانی نظام جاری فرمایا جس کی برکات آج تک جاری ہیں اور تاقیامت جاری رہیں گی۔ دکھوں اور مصیبتوں کی شکار دُنیا اس ٹھنڈے سایہ میں پناہ حاصل کرتی رہے گی۔ آج ڈیڑھ کروڑ سے زائد احمدی ایک امام کے ہاتھ پر مجتمع ہو کر روحانی، اخلاقی اور جسمانی برکات سے متمتع ہو رہے ہیں۔ اور یہ سعادت دُنیا کی کسی اور قوم اور مذہب کو حاصل نہیں۔

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے اپنی زندگی کے آخری دور میں وقف جدید کی تحریک جاری فرمائی جس کا مقصد واحد یہ تھا کہ جہاں جماعت بیرونی لحاظ سے ترقی کرے وہاں ساتھ ساتھ نئے داخل ہونے والے اور نئے پیدا ہونے والے افراد کی تربیت بھی ہوتی جائے۔ اب یہ تحریک عالمگیر وسعت اختیار کر چکی ہے۔ اور دائمی برکات اس سے وابستہ ہو چکی ہیں۔

کیا ہمارا دوسرا قدم پہلے سے آگے ہے یا نہیں اور ہم کس رفتار سے ترقی کر رہے ہیں؟ ان تمام اُمور پر غور کرنے کے لئے جماعت میں ہر سال مرکزی مجلس شوریٰ کے انعقاد کا سلسلہ شروع ہوا تاکہ ہر پہلو سے جائزہ لیا جا سکے اور مزید بہتری کے سامان پیدا ہوں۔

آپسی جھگڑوں کے تصفیہ اور مقدمات سے بچنے کے لئے محکمہ قضاء جاری فرمایا تاکہ احباب جماعت کا بہت سا وقت اور پیسہ ضائع ہونے سے بچ جائے اور اسلامی طریق پر تصفیہ ہو جائے قضاء کا کام کرنے والے رضاکارانہ طور پر خدمات بجا لاتے ہیں۔ اس طرح ایک پیسہ بھی خرچ ہوئے بغیر افراد میں صلح صفائی ہو جاتی ہے۔

جماعتی استحکام کے لئے ۱۹۱۹ء میں صدر انجمن احمدیہ کو مختلف شعبوں میں تقسیم فرما کر نیا نظام نظارتوں کی شکل میں جاری کیا تاکہ جماعتی وسعت کے ساتھ ساتھ جماعتی کام بر وقت انجام پذیر ہو سکیں۔ مختلف دفاتر اور ان کے کاموں کی تقسیم فرما دی۔

حضور رضی اللہ عنہ نے تعلیم الاسلام کالج، سائنس ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، مدرسہ خواتین اور نصرت گرلز سکول کا اجراء کیا تاکہ قوم کے نونہال بچے اور بچیاں، مرد اور عورتیں دینی علوم کے ساتھ ساتھ دنیوی علوم بھی حاصل کریں اور صحیح معنوں میں خلق خدا کو فائدہ پہنچائیں۔

حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کی منظوری سے مدرسہ احمدیہ کی نگرانی آپ کے سپرد ہوئی اور آپ کی شاگردی میں بہت سے مبلغین تیار ہوئے جنہوں نے قوم کی تقدیر کو بدل کر رکھ دیا یہی علماء باطل کے ساتھ برسر پیکار ہوتے تو باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جاتے۔

نوجوانوں میں تقریر و تحریر کا ملکہ پیدا کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ہی رسالہ تشحیذ الاذہان اور بعد میں اخبار الفضل جاری کیا۔

دُنیا والوں نے آپ کی روحانی، علمی، دینی، سیاسی اور انتظامی قابلیتوں اور استعدادوں سے بے شمار فیوض و برکات حاصل کیں۔ بیرون ملک تبلیغی مراکز کا قیام عمل میں آیا تا لوگ اسلام کی حسین تعلیم سے روشناس ہوں اور شرک و بدعت سے مجتنب رہیں۔ مختلف زبانوں میں تراجم قرآن کریم ہوئے۔ مدارس، ہسپتال، لائبریریاں قائم ہوئیں۔ بچوں، نوجوانوں، بوڑھوں، بچیوں اور عورتوں کے لئے الگ الگ تنظیمیں قائم کیں تاکہ یہ سب مل کر اپنے اپنے دائرہ کار میں آزادانہ طور پر کام کریں۔

آزادیٔ کشمیر کی تحریک کے زمانہ میں ہندوستان کے مسلم لیڈروں نے آپ کو کشمیر کمیٹی کی صدارت کے لئے چنا تو آپ نے

قومی اور ملی مسائل میں جہاں اکثر ماہرین سیاست بھی الجھ کر رہ گئے تھے اپنی خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لاکر مسلمانوں کو ترقی کی راہ پر گامزن کر دیا۔

آپ کے دور میں کئی ممالک میں اخبارات و جرائد کا اجراء ہوا اور انتخاب خلافت سے لے کر تا وفات کوئی سال ایسا نہیں گزرا جس میں نمایاں طور پر خدمت نہ کی ہو اور نئے سنگِ میل نصب نہ کئے ہوں۔

۱۹۳۴ء میں تحریک جدید کا آغاز کیا جس کے ذریعہ بیرونی ممالک میں مشن قائم ہوئے اور بیرونی دُنیا کی اقوام نور اسلام سے منور ہونے لگیں۔ تحریک جدید بھی عالمگیر دائمی تحریک ہے اس کے ذریعہ آج تک دُنیا کی اقوام آپ کے فیض سے برکتیں پا رہی ہے اور رہتی دُنیا تک پائی جائیں گی۔

تقسیم ملک کے وقت، آپ نے دائمی مرکز ربوہ کا قیام فرمایا جہاں سے دن رات نور ہدایت کی شمعیں پھوٹ رہی ہیں اور مردہ روحوں کو حیات جاوِدانی کا پانی نئی زندگی عطا کر رہا ہے۔

الغرض آپ مخلوق خدا کی محبت میں بے چین ہو کر ساری دُنیا کی بہبودی میں دیوانہ وار لگے رہے تاریک راتوں میں آپ نے ان کے لئے دُعائیں کیں۔ اور زندگی کا ہر لمحہ خدمت دین کے لئے صرف کیا آپ نے جماعت کی تربیت اس رنگ میں کی کہ اس کی نظیر ملنا محال ہے۔ آپ نے ایک کامیاب جرنیل کی زندگی گزاری ہے۔ جس میں ہر قدم پر زندگی کے افراد سے تعلق قائم کیا تحریر سے بھی تقریر سے بھی نظم سے بھی اور نثر سے بھی لوگوں کو فیوض پہنچاتے ۲۲۵ کے قریب کتب تصنیف فرمائیں اور ببانگ دہل اعلان فرمایا:—

"آج میں دعوے کے ساتھ یہ اعلان کرتا ہوں بلکہ آج سے نہیں ۳۰۔ ۳۵ سال سے میں یہ اعلان کر رہا ہوں کہ دُنیا کا کوئی فلاسفر دُنیا کا کوئی پروفیسر دُنیا کا کوئی ایم اے۔ خواہ وہ ولایت کا پاس شدہ ہی کیوں نہ ہو اور وہ کسی علم کا جاننے والا ہو خواہ وہ فلسفہ کا ماہر ہو خواہ وہ دُنیا کے کسی علم کا ماہر ہو میرے سامنے آکر قرآن کریم اور اسلام پر اعتراض کرے تو نہ صرف میں اس کے اعتراض کا جواب دے سکتا ہوں بلکہ خدا کے فضل سے اس کا ناطقہ بند کر سکتا ہوں۔ دُنیا کا کوئی علم نہیں جس کے متعلق خدا نے مجھے معلومات نہ بخشی ہوں۔"

(الفضل فروری ۱۹۵۸ء)

لیکن کسی کو دم مارنے کی ہمت نہ ہوئی اپنے بے گانے حیران و ششدر رہ گئے۔ آپ کی روحانی قیادت میں جماعت نے اتنی ترقی کی کہ آج جماعت پر سورج غروب نہیں ہوتا۔ اپنی زندگی میں ہی آپ نے زمین کے کناروں تک شہرت حاصل کر لی ایک موقعہ پر آپ فرماتے ہیں کہ میرے ذریعہ سے لاکھوں لوگ اسلام پر قائم ہوئے اور یہ مامور زمانہ کی پیشگوئی پوری طرح صادق آگئی۔ آج خلافت احمدیہ کا بابرکت روحانی نظام ہم میں جاری وساری ہے اور دن رات تبلیغ اسلام کے مبارک کام سرانجام دیئے جا رہے ہیں۔ —

ملت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے

For kind attention of Ahmadi Scientists:

احمدی سائنسدان متوجہ ہوں!

صد سالہ جوبلی کی مرکزی نمائش کمیٹی کو سائنس کے شعبہ (science section) کے لئے ہندوستان کے احمدی سائنس دانوں کے اسماء و پتہ جات اور مندرجہ ذیل کوائف مطلوب ہیں۔ مہربانی فرما کے اوّلین فرصت میں جوبلی کمیٹی قادیان کو یہ معلومات فراہم کر کے ممنون فرمائیں۔

1-Name-2-Adress Present Permanent. 3- Qualification. 4-Experience. 5-Present Designation/Position. 6-Field Area of Research. 7- List of Publications/Articles/Papers of research works. 8- Sammary/List of each work. 9—List of Awards/Honourary Degrees/other Honours. 10—copies of some inportant/outstanding citations ETC. 11—Extra curricular activities/Hobbies Religions activities ETC.

(ناظر اعلیٰ و صدر جوبلی کمیٹی قادیان)

مسیحی نفس مصلح موعودؓ بقیہ صفحہ (۱۲)

ان کی عمر اس وقت ۱۰ سال تھی۔ انہوں نے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مشہور نظم جس کا پہلا شعر یہ ہے۔

اک نہ اک دن پیش ہوگا تو فنا کے سامنے
چل نہیں سکتی کسی کی کچھ قضا کے سامنے

خوش الحانی سے سُنائی تھی۔

میں جب سادھن میں تھا تو انہوں نے مجھے خود بتایا کہ میں اس وقت بہت چھوٹی عمر کا تھا۔ لاؤڈ سپیکر کا انتظام ان دنوں نہیں تھا۔ حضور نے مجھے خود اپنے مبارک ہاتھوں سے میز کے اُوپر کھڑا کر دیا تاکہ میری آواز زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچ سکے۔

حضرت مصلح موعودؓ کی قیادت میں اس سارے علاقے میں مجاہدین احمدیت نے جس رنگ میں کام کیا اگر مولوی لوگ حضور کے اس کام میں روک نہ بنتے تو آج اس سارے علاقے کا نقشہ ہی اور ہوتا اور سادھن فتح پور بستانہ رائے بہا اور اردگرد کے دیگر مواضعات میں اس مسیحی نفس انسان کی کوششوں کی بدولت سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے والے اور آپ کے نام لیوا سینکڑوں کی تعداد میں نہیں بلکہ ہزاروں اور لاکھوں کی تعداد میں ہوتے لیکن بُرا ہو ان مولویوں کا کہ نہ انہوں نے خود کام کیا اور نہ ہی دوسروں کو آگے بڑھ کر کام کرنے دیا۔

انہی دنوں جب ایک ملکانہ دوست اشدھ ہونے کے لئے تیار ہو گئے اور ہمارے مجاہدین نے ان کو اسلام کی خوبیاں بتاتے ہوئے سمجھایا کہ اشدھ ہونے میں تمہیں کیا لابھ اور فائدہ ہے تو اس نے حقیقت حال سے آگاہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ شدھی کا مسئلہ تو خود غیر احمدی مولویوں نے شروع کر رکھا ہے۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ قادیانی تو آریوں سے بھی بُرے ہیں۔ اس لئے قادیانی ہونے کی بجائے بہتر ہے کہ تم آریہ ہو جاؤ۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُون۔

ان مولویوں نے جگہ جگہ جماعت احمدیہ کے خلاف فساد برپا کیا اور قسما قسم کے جھوٹے اتہامات مذہبی عقائد کے بارہ میں ہمارے مجاہدین کرام پر لگائے اور ان کے خلاف لوگوں کو اکسایا۔ اور اس طرح ارتداد میں ان کے ممد و معاون ہوئے۔

پھر بھی ارتداد کی اس تحریک پر جماعت احمدیہ نے اپنے امام ہمام کی قیادت میں جو کام کیا اس کی تعریف غیروں نے بھی کی۔ چنانچہ اخبار زمیندار نے شدھی کی تحریک کا ذکر کرتے ہوئے لکھا:—

"احمدی بھائیوں نے جس خلوص۔ جس ایثار۔ جس جوش اور جس ہمدردی سے اس کام میں حصہ لیا وہ اس قابل ہے کہ ہر مسلمان اس پر فخر کرے۔"

(زمیندار ۸ر اپریل ۱۹۰۸ء)

پھر ۲۴ر جولائی ۱۹۲۳ء کی اشاعت میں لکھا:—

"مسلمانان جماعت احمدیہ اسلام کی انمول خدمت کر رہے ہیں۔ جو ایثار۔ کمربستگی۔ نیک نفسی اور توکل علی اللہ ان کی جانب سے ظہور میں آرہا ہے وہ اگر ہندوستان کے موجودہ زمانہ میں بے مثال نہیں تو بے انداز عزت اور قدر دانی کے قابل ضرور ہے جہاں ہمارے مشہور پیر اور سجادہ نشین حضرات بے حس وحرکت پڑے ہیں اس اولوالعزم جماعت نے خدمت اسلام کر کے دکھا دی ہے۔"

پھر یہی اخبار اپنی اشاعت دسمبر ۱۹۲۶ء میں رقمطراز ہے:—

"گھر بیٹھ کر احمدیوں کو بُرا بھلا کہہ لینا نہایت آسان ہے۔ لیکن اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ یہی ایک جماعت ہے جس نے اپنے مبلغین انگلستان میں اور دیگر یورپین ممالک میں بھیج رکھے ہیں۔ کیا ندوۃ العلماء۔ دیوبند۔ فرنگی محل اور دوسرے علمی اور دینی مرکزوں سے یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ بھی تبلیغ و اشاعت حق کی سعادت میں حصہ لیں۔"

واٰخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین ٭

حضرت مُصلح موعودؓ کا عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

از مکرم مولوی سید قیام الدین صاحب برقؔ مبلغ سلسلہ مقیم ورنگل۔ آندھرا

پسر موعود کے عظیم الشان آسمانی نشان کا اہم ترین مقصد دینِ اسلام کے شرف اور کلام اللہ کے مرتبہ کا اظہار تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی عظمت و جلالتِ شان کے اظہار کے بنا ممکن نہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے جہاں اس پیشگوئی کو پسر موعود کی ولادت باسعادت کے ذریعہ کمال آب و تاب سے پورا کیا وہاں سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے دل میں بچپن سے ہی عشق و فدائیت رسولؐ کا ایک ایسا پاکیزہ جذبہ بھی کوٹ کوٹ کر ودیعت فرمایا جو رہتی دنیا تک ہمارے دلوں میں دینی غیرت و حمیت کے چراغ روشن کرتا رہے گا۔ آپؓ فرماتے ہیں:۔

"محمد مصطفیٰؐ کی محبت میرے دل میں کس طرح سرایت کر گئی ہے وہ میری جان ہے، میرا دل ہے میری مراد ہے میرا مطلوب ہے۔ اُسؐ کی غلامی میرے لئے عزت کا باعث ہے اور اُس کی کفش برداری مجھے تختِ شاہی سے بڑھ کر معلوم ہوتی ہے۔ اُسؐ کے گھر کی جاروب کشی کے مقابلہ میں بادشاہت ہفت اقلیم ہیچ ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کا پیارا ہے پھر میں کیوں اُسؐ سے محبت نہ کروں۔ وہ خدا تعالیٰ کا مقرّب ہے پھر میں کیوں اُسؐ کا قرب تلاش نہ کروں"۔

(حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۱۸۹)

قمر الانبیاء حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی تحقیق کے مطابق ایک انسان کے خُلقِ عظیم کو پرکھنے کے لئے محبتِ الٰہی، عشقِ رسولؐ اور شفقت علیٰ خلق اللہ کی نسبت اُس کے کردار کا مطالعہ ہی کافی ہے۔ اس نقطۂ نظر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جاروب کشی پر فخر کرنے والے اس عاشقِ صادق کے مندرجہ ذیل خیالات اور جذبات کا مطالعہ کیجئے۔ آپؓ فرماتے ہیں:۔

"مجھے خدا تعالیٰ نے بہت بڑا مرتبہ دیا ہے اور میں اس پر فخر کرتا ہوں لیکن میرا دل چاہتا ہے کہ کاش میں اُس وقت ہوتا اور اب نہ ہوتا تو ... اُن لوگوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا جنہوں نے حضرت عائشہؓ کو بے پردہ کیا اور دیکھ کر کہا تھا یہ تو نوجوان ہے"۔

(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۳۵ء صفحہ ۳۲-۴۴)

اکتوبر ۱۹۱۵ء کی بات ہے کہ ایک اثنا عشری شیعہ نے حضرت مصلح موعودؓ سے سوال کیا کہ آپ معاویہؓ کو حضرت سے کیوں خطاب کرتے ہیں؟ جواب میں آپ نے بے ساختہ فرمایا:۔

"ہم اُن کی عزت صحابی ہونے کی وجہ سے کرتے ہیں۔ رسول اللہؐ کی عظمت دل میں ہو تو وہ تو ایک صحابی ہیں میں تو آنحضرتؐ کے ایک کُتے کو بھی حضرت کہہ دوں لیکن کُتے کو پالنا جائز نہیں فرمایا"۔

(تشحیذ الاذہان دسمبر ۱۹۱۵ء صفحہ ۱۶، ۱۷)

حضرت مولانا ابو العطاء صاحب جالندھری کی روایت ہے کہ:۔

"۱۹۲۷ء میں آریوں کی طرف سے "ورتمان" میں آنحضرتؐ اور اُمّ المؤمنین سیّدہ حضرت عائشہؓ کے بارہ میں نہایت گندہ مضمون شائع ہوا۔ حضورؓ حسبِ دستور مسجد اقصیٰ میں بعد نماز عصر درس القرآن کے لئے تشریف لائے۔ مگر آپؓ کی طبیعت "ورتمان" کے مضمون کی وجہ سے سخت مضمحل تھی آپؓ نے آریوں کے اس ظلم کے خلاف تقریر فرمائی۔ سب سامعین کے دل خون کے آنسو روتے تھے۔ جناب سردار محمد یوسف صاحب ایڈیٹر "نور" مرحوم اور خاکسار نے سیالکوٹ کے جلسہ کے لئے جانا تھا۔ دوسرے دن جب میں نے مسجد مبارک میں جانے کی اجازت طلب کی تو حضورؓ کی طبیعت پر اتنا اثر تھا کہ مجھے فرمایا "وہاں آگ لگا دیں"۔ سیالکوٹ میں جلسہ قلعہ کے اُوپر مقرر تھا۔ بڑا مجمع تھا۔ جب میری تقریر کا وقت آیا تو میں نے صدر جلسہ محترم جناب میر عبد السلام صاحب امیر جماعت احمدیہ سیالکوٹ سے عرض کیا کہ شاید گورنمنٹ میری تقریر پر کوئی ایکشن لے لے اس لئے بہتر ہوگا کہ کوئی صدر نہ ہوتا کہ کسی اور پر ذمہ داری نہ آئے (آپ نے مانا نہیں)، فرمایا:۔ مولوی صاحب! آپ جو چاہیں کہیں آپ پر اگر گرفت ہوئی تو ہم باہر بیٹھنا پسند کریں گے! میں نے تقریر کی "ورتمان" کے تذکرہ پر فی الواقع تمام حاضرین آگ بگولہ ہو گئے اور سارے شہر میں مسلمانوں میں دینی حرکت پیدا ہو گئی۔ ۔ ۔ ۔ میں خوب جانتا تھا اور جانتا ہوں کہ یہ سب سیدنا محمودؓ کی مبارک رُوح کام کر رہی تھی۔ حضورؓ آنحضرت صلعم کی توہین کو ہرگز ہرگز برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ اس کے سدِّباب کے لئے حضورؓ نے "پیشوایانِ مذاہب" اور "سیرۃ النبیؐ" کے جلسوں کی بنیاد رکھی اور گورنمنٹ کو مجبور کیا کہ بانیانِ مذاہب کی عزت کی حفاظت کے لئے قانون بنائے۔ ہمارے آقا حضرت محمودؓ کی ساری زندگی حضرت خاتم النبیینؐ کی عزت کے قیام کے لئے وقف تھی"۔

(الفرقان دسمبر، جنوری ۶۵-۱۹۶۶ء صفحہ ۲۹-۳۰)

اسی پس منظر میں سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کا یہ اقتباس بھی ملاحظہ فرمائیے۔ حضورؓ فرماتے ہیں:۔

"حُنین کی جنگ میں جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے تھے تو آپؐ نے حضرت عباسؓ سے فرمایا:۔ آواز دو کہ اے انصار! اللہ کا رسولؐ تمہیں بلاتا ہے۔ جب میں یہ واقعہ پڑھتا ہوں تو رسول کریمؐ سے لے کر اس وقت تک کی تیرہ صدیاں سمٹ کر وہ نظارہ میری آنکھوں کے سامنے آ جاتا ہے اور دُوری کا سوال اُڑ جاتا ہے۔ اس وقت میں سمجھتا ہوں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سنائی دے رہی ہے اور میں لبیک کہتا ہوا حاضر ہو رہا ہوں پھر غور کرو جن کے کانوں میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حضرت عباسؓ کی آواز کانوں اور رسیا ہی کے ذریعے نہیں پہنچی بلکہ اُن کے کانوں میں براہِ راست پہنچی اُن کی کیا کیفیت ہوگی۔ وہ کہتے ہیں ہمیں ایسا معلوم ہوا کہ صورِ اسرافیل پھونکا گیا ہے۔ اس وقت اُن کے اُونٹ اور گھوڑے بھاگے جا رہے تھے۔ اس حالت میں اُن کا لوٹنا کتنا مشکل تھا، مگر جب حضرت عباسؓ نے یہ آواز بلند کی کہ خدا کا رسول تمہیں بلاتا ہے تو انہوں نے اپنی سواریوں کو موڑنے کی کوشش کی۔ جب وہ زور لگاتے تو سواریاں سے منہ موڑ کر پیچھے کو بھاگتے۔ مگر جب چھوڑتے تو پھر آگے کو بھاگ پڑتیں۔ اور اس وجہ سے انہوں نے اپنی سواریوں کی گردنیں کاٹ دیں اور سواریاں چھوڑ کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد لبیک یا رسول اللہ لبیک کہتے ہوئے جمع ہو گئے۔ میں جب کاغذوں میں یہ واقعہ پڑھتا ہوں تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ تیرہ صدیاں مٹ گئی ہیں اور حضرت عباسؓ کی آواز میرے کانوں میں آ رہی ہے اُسی وقت میں جاتا ہوں کہ دوڑ کر پہنچ جاؤں"۔

(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۳۵ء صفحہ ۱۱)

آپ صلح کے شہزادے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیٹے تھے۔ خود بھی صلح کے شہزادے تھے اور صلح کے لئے اپنا ہر چیز قربان کرنے کے لئے تیار رہتے تھے مگر عشقِ رسولؐ و غیرتِ دینی کے تقاضوں کے تحت صلح کے لئے آپ کی ایک کڑی شرط یہ تھی کہ:۔

"میں ان سے صاف صاف کہتا ہوں کہ صُلح اور آشتی کے لئے ہم ہر قربانی کے لئے تیار ہیں مگر ہم اس کے ساتھ ہی پوری قوت اور زور کے ساتھ اعلان کرتا ہوں کہ جنگل کے درندوں اور سانپوں سے ہم صُلح کر سکتے ہیں مگر ہم اُن سے کبھی بھی صُلح نہیں کر سکتے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتے ہیں"۔

(دیکھو شملہ صفحہ ۴)

آپؓ نے اپنی معرکہ آرا تصانیف "محسنِ اعظم" "سیرت خیر البشرؐ" "نبیوں کا سردار" اور تفسیرِ کبیر کے متعلق حصّوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خُلقِ عظیم کو انتہائی دلنشین پیرایہ میں پیش فرمایا ہے۔ جس کے نتیجہ میں ایسے ایسے لوگوں کو بھی حلقہ بگوشِ اسلام ہونے کی سعادت ملی ہے جو ہر رات سونے سے پہلے محض غلط فہمیوں کی بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیا کرتے تھے مگر اب وہ اس وقت تک نہیں سوتے جب تک کہ آنحضور صلعم پر درود نہ بھیج لیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جامع جمیع کمالات ہونے کا ذکر کرتے ہوئے حضورؓ فرماتے ہیں:۔

"ایک کامل قرآن والے انسان

کے اندر جس قدر اوصاف پائے جانے چاہئیں وہ سارے کے سارے اپنی پوری شان اور عظمت کے ساتھ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پائے جاتے تھے۔ آپؐ کے اندر شجاعت بھی پائی جاتی تھی، سخاوت بھی پائی جاتی تھی، احسان بھی پایا جاتا تھا، وفاداری بھی پائی جاتی تھی، تحمل بھی پایا جاتا تھا، رحم بھی پایا جاتا تھا، حلم بھی پایا جاتا تھا، ایثار بھی پایا جاتا تھا، ایثار بھی پایا جاتا تھا، دیانت بھی پائی جاتی تھی، اخوت بھی پائی تھی، تواضع بھی پائی جاتی تھی، غیرت بھی پائی جاتی تھی، شکر بھی پایا جاتا تھا، استقلال بھی پایا جاتا تھا، وقار بھی پایا جاتا تھا، بنی نوع انسان کی خیر خواہی بھی پائی جاتی تھی، بلند ہمتی بھی پائی جاتی تھی، صبر بھی پایا جاتا تھا، موافقت بھی پائی جاتی تھی، بدی کے مقابلے کی طاقت بھی پائی جاتی تھی، قوت برداشت بھی پائی جاتی تھی، جفاکشی بھی پائی جاتی تھی، سادگی بھی پائی جاتی تھی، صلہ رحمی بھی پائی جاتی تھی، سچائی بھی پائی جاتی تھی، غرباء پروری بھی پائی جاتی تھی، مصیبت زدوں کی مدد کی خواہش بھی پائی جاتی تھی، مہمان نوازی بھی پائی جاتی تھی، بزرگوں کا ادب اور چھوٹوں پر شفقت بھی پائی جاتی تھی، محبت الٰہی بھی پائی جاتی تھی، توکل بھی پایا جاتا تھا، عبادت کی حفاظت بھی پائی جاتی تھی، غرض کونسی خوبی تھی جو آپؐ میں نہ پائی جاتی تھی اور کونسا کمال تھا جو آپؐ میں موجود نہ ہو۔"

(تفسیر کبیر جلد ۷ صفحہ ۲۰۰)

اہلیہ مکرم محمد صبغۃ اللہ صاحب احمدی ساکن بنگلور کی

وفات اور تدفین

قادیان ۵؍ فروری۔ آج یہاں بعد نماز جمعہ محترمہ سلیمہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم محمد صبغۃ اللہ صاحب احمدی سیکرٹری امور عامہ جماعت احمدیہ بنگلور کی بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ محترم سیٹھ اللہ جوایا صاحب چنیوٹی مرحوم کی بیٹی تھیں۔ آپ کی شادی ۱۹۴۷ء میں ہوئی اور اسی سال وصیت کے بابرکت نظام میں منسلک ہونے کی سعادت بھی ملی۔ آپ صوم و صلوٰۃ کی پابند، قرآن مجید کی بکثرت تلاوت کرنے والی، مہمان نواز، غریب پرور اور نیک و مخلص خاتون تھیں۔ وقتاً فوقتاً لجنہ اماء اللہ بنگلور کے مختلف عہدوں پر فائز رہ کر آپ کو خدمتِ دین کی توفیق بھی ملی۔ عرصہ قریباً چھ سال قبل اپنے ایک بھائی کی وفات کی اندوہناک خبر سے آپ کے ذہن اور اعصاب پر شدید ردِ عمل ہوا اور تب سے اب تک مسلسل کئی سال بستر کی علیل رہ کر بعمر ۶۵ سال مورخہ ۲/۸۸ اتوار دس بج کر بیس منٹ پر آپ داعی اجل کو لبیک کہہ کر اپنے مولا کے حضور حاضر ہوگئیں۔ آپکا تابوت آپکے بڑے بیٹے مکرم محمد عرفان اللہ صاحب بنگلور سے بذریعہ طیارہ امرتسر اور وہاں سے بذریعہ کار کل شام کو قادیان لے کر آئے۔ آج بعد نماز عصر جنازہ گاہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں محترم شیخ عبد الحمید صاحب عاجز قائمقام امیر مقامی نے مرحومہ کی نماز جنازہ پڑھائی جسکے بعد آپ کو بہشتی مقبرہ کے قطعہ نمبر ۶ میں سپرد خاک کیا گیا۔ تدفین مکمل ہونے پر محترم قائمقام امیر صاحب مقامی نے ہی اجتماعی دعا بھی کروائی۔

مرحومہ نے اپنے پیچھے سات بیٹیاں اور پانچ بیٹے اپنی یادگار چھوڑے ہیں جو شادی شدہ ہیں۔ ایک داماد مکرم عبد الرشید صاحب جماعت احمدیہ نارتھ لندن کے صدر ہیں۔ قارئین سے مرحومہ کی مغفرت و بلندی درجات اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

Regd. No P. GDP-3

Phone No. 35

The Weekly Badr QADIAN 143516

th FEBRUARY 1988

MUSLEH-E-MAUOOD NUMBER

PRICE Rs. 2-00

Only Title Printed at HAMDARD PRINTING PRESS JALANDHAR